

مساوات اسلامی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بنو مخزوم قبیلے کی ایک عورت فاطمہ مخزومیہ لوگوں سے کچھ سامان عاریت کے طور پر لے کر انکار کر دیتی تھی تو نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تو قریش کو اس چوری کرنے والی عورت کی حیثیت عربی کی وجہ سے اس سزا نے فکر مند کر دیا۔ کہنے لگے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفارشی کلام کرنے کی جرأت کون کر سکتا ہے۔ ہاں صرف اسامہ بن زید رسول اللہ ﷺ کا محبوب ہی یہ کام کر سکتا ہے۔ تو اس عورت کے گھر والے حضرت اسامہ کے پاس آئے اور ان سے اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس عورت کے متعلق سفارشی بات کی تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک کارنگ بدل گیا اور فرمانے لگے کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کر رہے ہو۔ اسامہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے معاف کر دے۔ جب شام ہوئی تو آپ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جو اُسے سزاوار ہے بیان کی پھر فرمایا تم سے پہلے لوگ جو ہلاک ہو چکے ہیں ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اس کو نظر انداز کر دیتے اور اگر ان میں کوئی کمزور اور نچلے طبقے کا ہوتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ

ریاء اور دکھاوا

(۲۲)..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَغْنَى

الشُّرَكَاءَ عَنِ الشَّرِكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ - [مسلم: ۴۶ / ۲۹۸۵]

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حصہ داری کے لحاظ سے میں تمام شرکاء کی نسبت زیادہ بے پرواہ اور مستغنی ہوں۔ تو جو شخص کوئی عمل بھی کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شامل کر دے تو میں اس کو اور میرے لیے مقرر کردہ اس کے حصے کو چھوڑ دیتا ہوں۔“

یعنی مشارکت کی رو سے میں تمام شرکاء کی یہ نسبت زیادہ غنی ہوں تو جو شخص کوئی نیک عمل میرے لیے بھی کرے اور کسی دوسرے کے لیے بھی کرے تو میں اس کو قبول نہیں کرتا بلکہ غیر کے لیے ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ مطلب و مفہوم یہ ہے کہ ریاء کا عمل باطل اور رائیگاں ہو جاتا ہے اس پر اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ وہ اس عمل کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

ابی سعد بن فضالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا جمع الله الناس يوم القيامة ليوم لا ريب فيه نادى مناد من كان اشرك في عمل عمله لله احدا فليطلب ثوابه من عند غير الله فان الله اغنى الشركاء عن الشرك - [ترمذی: ۳۱۵۴] ”جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس دن میں کوئی شک نہیں لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس نے کوئی ایسا کام کیا جس میں کسی اور کو بھی شریک کیا تو اس کا بدلہ اسی غیر اللہ سے لے کیوں کہ اللہ تمام شرکاء کی نسبت اپنے حصے سے زیادہ مستغنی ہے۔ اس لیے وہ اس عمل کو قبول نہیں کرتا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے مَنْ سَمِعَ اللَّهَ سَمِعَ اللَّهَ بِهِ مَنْ رَأَى رَأَى اللَّهَ بِهِ - یعنی جو شخص اپنا عمل لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے کرتا ہے تاکہ وہ اس کی عزت کریں اور اس کے متعلق اچھا گمان رکھیں تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی ریاء کاری کی مشہوری کریں گے اور اس کو رسوا کریں گے۔ [مسلم: ۴۶ / ۲۹۸۶] ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا۔ [مسلم: ۳۴ / ۲۵۶۴]

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اتریں گے سب سے پہلے قرآن کریم کے قاری، مقتول فی سبیل اللہ اور مال دار آدمی کو اپنے انعامات کی یاد دہانی کرا کر اس کے مطابق عمل کرنے کے متعلق پوچھیں گے تو وہ کہیں گے کہ اے اللہ ہم یہ نیک اعمال تیرے لیے انجام دیتے رہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے یہ کام اپنی مشہوری کے لیے کیے ہیں۔ خالص میرے لیے نہیں کیے تو وہ تمہارا مطلب پورا ہو گیا اب میرے پاس تمہارے لیے کوئی بدلہ نہیں ہے۔ پھر حکم ہوگا کہ انہیں گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو تو وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ ان لوگوں کو سب سے پہلے جہنم میں جلایا جائے گا۔ [ترمذی: ۲۳۸۲]

محمود بن لبید کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ان اخوف ما اخاف عليكم الشرك الا صغر قالوا يا رسول الله ما الشرك الا صغر قال الرياء يقول الله يوم يجازى العباد باعمالهم اذهبوا الى الدين كنتم تراؤن في الدنيا فانظر هل تجدون عندهم جزاء وخيرا۔ [احمد: ۵ / ۴۲۸ - بیہقی: ۶۸۳۱] ”سب سے زیادہ خوفناک چیز جس کا مجھے تمہارے متعلق ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ریاء ہے جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا اس دن فرمائے کہ تم دنیا میں اپنے اعمال جن لوگوں کو دکھاتے رہے انہیں کے پاس چلے جاؤ پھر دیکھو کیا تمہیں ان کے ہاں سے کوئی بدلہ یا خیر حاصل ہو سکتی ہے؟

فہرست

1	مساواتِ اسلامی	جواہر پارے
2	ریا کاری	کلمۂ طیبہ
5	ذلک فضل اللہ	اداریہ
7	نیک اعمال کی حرص اور مستعدی	درس حدیث
13	برکت کا حصول کیسے ممکن ہے؟	عبادات و اعمال
20	فوائد الذکر	عبادات و اعمال
29	2007ء کے مسافرینِ آخرت	یاد رفتگان
35		شعر و ادب

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل
﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِالْكَفْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا
وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

[البقرة: ۲/۲۷۴]

”جو لوگ اپنے مال رات دن پوشیدہ اور سامنے خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے اپنے رب کے پاس اجر ہوگا اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم کھائیں گے۔“

اللہ کے مال میں ناجائز تصرف

خولہ انصاریہ رحمہا اللہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
﴿إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ تَعَالَى بِغَيْرِ
حَقِّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [البخاری: ۳۱۱۸]
”کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں
ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔“

4 10 جنوری 2008ء..... (4)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

سوئے وقت کی دعا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یوں دعا کرتے:

﴿اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾ [مسند احمد: ۶/۸۷، ۶۸۸- صحیح]

”اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔“

ذلک فضل اللہ

حافظ احمد شاہ

اداریہ

الاعتصام کی ۵۹ جلد ختم ہوئی اور جلد ۶۰ کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ فضل محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور قادر قدیر ذات کا ہے کہ اس نے ہم جیسے نااہلوں کو دین حق کی خدمت کی توفیق دی، اس نے اس سچے اور سچے مسلک محدثین کے نشر و ابلاغ کی سعادت عطا فرمائی اور اس نے عالمی اور ملکی سیاسیات میں اعتدال و میانہ روی کی راہ نمائی فرمائی۔

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فضل و انعام پر بھی سراپا تشکر ہیں کہ اس نے الاعتصام کے قارئین کو الاعتصام کی پناہ محبت سے نوازا اور الاعتصام کی خدمات کو حسن قبول بخشا۔

ہم اللہ رحمن و رحیم کے حضور تشکر و امتنان کے ساتھ اس لیے بھی سجدہ ریز ہیں کہ اس نے اب تک الاعتصام کو کسی جماعتی گروہ اور کسی سیاسی گروپ کی حمایت برائے حمایت اور مخالفت برائے مخالفت کے آشوب سے محفوظ رکھا۔

ہم رب العالمین کی درگاہ میں دل کی گہرائیوں سے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں جس طرح دین حنیف کی خدمت کرنی چاہیے تھی، ہم بشری کمزوریوں کے باعث اس طرح نہیں کر سکے۔

ہم خالق جن و انس سے حب جاہ و مال کی آزمائشوں سے اس کی توفیق کے ساتھ محفوظ رہنے کے ملتی ہیں۔ ہم غافر الذنب اور قابل التوب سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اسی صراط مستقیم پر گامزن رکھے جس کی نشان دہی اس نے سورہ فاتحہ میں انعام یافتہ بندوں کی خصوصیت کے طور پر ذکر فرمائی ہے۔

ہم مالک ارض و سماء سے عرض گزار ہیں کہ وہ ہمیں اسی راہ اور طریق پر استقامت بخشے جو اس کے بانی رحمہ اللہ نے منتخب کی تھی۔ دارالدعوة السلفیہ کی مجلس عاملہ کے معزز اراکین کی خصوصی توجہات خاص طور پر صدر ادارہ جناب مولانا ابوبکر صدیق السلفیؒ کی دارالدعوة السلفیہ اور الاعتصام سے بے لوث محبت ہم سب کے لیے ایک بابرکت امر ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے ان قارئین کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں جنہوں نے الاعتصام کی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا اور جن کی لازوال محبتوں نے الاعتصام کو پورے قد کے ساتھ کھڑا رکھا۔

ہم الاعتصام کے ان کارکنان کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو محض لوجہ اللہ تعالیٰ قوت لایموت (یعنی بہت تھوڑے اعزاز لیے) پر الاعتصام کو زندہ رکھنے کی خاطر اس پر دن رات محنت کرتے ہیں۔ خصوصاً اس روشن خیال حکومت کے مہنگائی میزائلوں کے باوجود وہ اس شجر شہد دار الاعتصام کی آب یاری میں لگے ہوئے ہیں۔

موجودہ روشن خیال حکومت کی اقتصادی..... کی بجائے بینکارانہ..... پالیسیوں کے باعث وطن عزیز مہنگائی کے جس بحران میں گھرا ہوا ہے وہ پاکستان کے کسی بھی شہری سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اندازہ کریں کہ جس زرعی ملک میں آٹا / ۲۵ روپے کلو، چینی / ۳۰، دودھ / ۳۵، سبزیاں / ۴۰ روپے کلو تک پہنچ جائیں اس دیس کے باسیوں نے کیا کھانا ہے اور کیا پکانا ہے؟ کارکنان الاعتصام اصرار تو کیا کوئی تقاضا بھی نہیں کرتے لیکن ان کے قلیل مشاہروں پر ان سے ہم خود شرمندہ ہیں۔ ہمیں ادراک ہے کہ ہمارے قارئین بھی اسی دنیا میں جیتے اور یہیں سے خرید کر کھاتے پیتے ہیں۔ وہ اپنے بھرپور

اخلاص اور الاعتصام سے گہری محبتوں کے باوجود مہنگائی کے اس عفریت کے باعث رمضان المبارک میں ان کے تعاون کا بہاؤ گزشتہ سالوں کی نسبت کم رہا۔ ہم سب درجہ بدرجہ اس بحران میں گھرے ہوئے ہیں، حل مشکلات کے لیے ہم بھی دعا کرتے ہیں اور قارئین بھی دعا فرمائیں۔ ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر

ایک گہرا گھاؤ.....

۲۰۰۷ء جاتے جاتے پاکستانی سیاست کو ایک گہرا گھاؤ لگا گیا کہ ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷ء کو راولپنڈی کے لیاقت باغ میں پاکستان کی ایک معروف منجھی ہوئی سیاست دان جنابہ بے نظیر ایک قاتلانہ حملے کا شکار ہو کر انتقال کر گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہ!

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان سو برس کا اور پل کی خبر نہیں۔

مرحومہ وطن عزیز کے ایک عبقری سیاست دان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی بیٹی تھیں۔ جو ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئیں، دنیا کے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی پھر ان کے والد مرحوم نے ان کی ذہنی و سیاسی تربیت کی اور باپ کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد انہوں نے اپنے والد کی سیاست کا حق جانشینی خوب ادا کیا۔ دور حاضر کی سیاست کے جملہ تقاضوں سے وہ باخبر تھیں اور سیاسی پتے پھیلنے میں انہیں خوب..... بلکہ پاکستان کے جملہ سیاست دانوں سے زیادہ..... مہارت تھی۔ آٹھ سالہ خود ساختہ جلاوطنی کے بعد جب وہ پاکستان آئی تھیں تب سے ان کی چھٹی حس کسی ان ہونی کی انہیں وارنگ دے رہی تھی بلکہ اخبارات میں آنے والی خبروں کے مطابق بعض ہم درد افراد اور گہرائیوں تک رسائی رکھنے والی شخصیات اور بیرونی حکومتیں ان کو بعض خطرات سے آگاہ کرتی رہیں اور ان کو احتیاط کا مشورہ بھی دیتی رہیں لیکن وہ دلیر اور بہادر خاتون اپنی ذہن میں مگن اور اپنی منزل پانے کی خاطر دن رات محو سفر رہیں تا آنکہ وقت مقررہ آ گیا اور وہ اپنے بچوں، عزیزوں اور جاں نثروں کو روتا دھوتا چھوڑ کر سفر عدم پر روانہ ہو گئیں۔

ان کے دور حکومت کی شکایات، ان کی سیاست سے اختلاف اور ان کی رائے سے عدم اتفاق ان کی زندگی کے ساتھ تھے جن کے اظہار کا اب نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی مناسب۔ ان کی وفات سے ملکی سیاست اب کس کروٹ بیٹھتی ہے یہ وقت ہی بتائے گا۔ الاعتصام کی بنیاد چوں کہ دین اور دین کی روشنی میں قارئین کی سیاسی راہ نمائی کی کوششیں ہیں جب کہ وطن عزیز کے سیاست دانوں کا منشور اور مقصود جمہوریت اور صرف جمہوریت ہے اور جمہوریت بھی وہ جو اس خطے میں امریکی مفادات کی محافظ ہو۔ اس لیے الاعتصام ہمیشہ کی طرح ہر خیر کے ساتھ اور ہر شر کی نشان دہی کی پالیسی پر عمل پیرا رہنے کی اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طلب گار ہے۔

افسوس ناک امر یہ ہے کہ ہماری سیاسی جماعتوں نے جمہوریت کو ہر برائی اور بیماری کا علاج سمجھ رکھا ہے۔ جمہوریت کے سحر نے انہیں اس قدر مسحور کر رکھا ہے کہ کسی سیاسی جماعت نے..... ہمارے علم کے مطابق..... عوام کی بنیادی ضروریات کو عوام تک با کفایت اور باقاعدگی سے پہنچانے کو منشور کا حصہ بھی شاید نہیں بنایا۔ گزشتہ دو دہائیوں کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جمہوریت اقتدار کا ہم معنی ہو چکا ہے جس جماعت کو اقتدار مل جائے گا وہی جماعت صحیح جمہوریت آنے کا اعتراف کرتی ہے، باقی لیڈر اور پارٹیاں پھر اصلی جمہوریت کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہم کو سیدھی راہ طلب کرنے کی توفیق دے۔

جنابہ بے نظیر بلاشبہ وطن عزیز کی بیٹی، پاکستانی سیاست کی اہم ستون اور اپنے اہداف پر نظر رکھنے اور ان کو ہر قیمت پر حاصل کرنے والی ایک جرأت مند اور بیدار مغز سیاست دان تھیں اللہ تعالیٰ ان کی مظلومانہ موت کو ان کی مغفرت کا سبب بنادے، ان کی نیکیاں قبول فرما کر ان کی کوتاہیوں کو نظر انداز فرما دے، ان کے خاندان کو صبر، کارکنوں کو حوصلہ اور وطن عزیز کو استحکام بخشے نیز دشمنوں کی سازشوں، دسیسہ کاریوں اور نظر بد سے محفوظ رکھے، آمین ثم آمین۔

نیک اعمال کی حرص اور مستعدی

شیخ عمر فاروق

تمہارے نامہ اعمال کو قیمتی بنائیں۔

وَاسْتَعِنَ بِاللّٰهِ (اِسْتَعَانَ، يَسْتَعِينُ) مدد طلب کرنا، اس سے فعل امر واحد مذکر مخاطب، استعن تم مدد طلب کرو، باللہ، اللہ تعالیٰ سے، بندہ مومن صرف اور صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہے جس کی تمنا اور آرزو وہ رب کے حضور نماز کی ہر رکعت میں کرتا ہے۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

”اے اللہ! ہم صرف اور صرف آپ ہی کی عبادت کرتے

ہیں اور صرف اور صرف آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“

”وَلَا تَعْجَزْ“ بے بس اور ناکارہ بن کر نہ رہو۔ (عَجَزَ، يَعْجِزُ) بے بس ہونا، عاجز ہونا، زندگی کو بیکار اور ناکارہ بنانا مومن کی شان نہیں ہے۔

”قَدَّرَ اللّٰهُ“ اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا، تقدیر میں لکھ دیا۔

تشریح:

یہ حدیث مبارک اپنے معنی اور مطالب کے لحاظ سے بڑی جامع اور زندگی کو مفید بنانے میں بڑی نافع ہے، آئیے اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۱)..... اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ

اَلْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ ۔

قوی مومن، ضعیف مومن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، اس کی وجہ یہ ہے: صحت مند، تندرست، طاقت ور اور توانا شخص زندگی کے حقوق و فرائض سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برا ہوتا ہے۔ بندگی، رب کا ٹھیک ٹھیک حق ادا کرتا ہے، جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کرنا پڑے تو اُسے حسن و خوبی سے نبھاتا ہے، اہل خانہ کے لیے رزق

4 10 جنوری 2008ء..... (7)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ إِحْرَصٌ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنَ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ» [رواه

مسلم، رياض الصالحين، رقم الحديث: 102]

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قوی مومن، ضعیف مومن سے مقابلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے اور دونوں میں خیر ہے۔ تم ہر اُس نیک کو ذوق و شوق سے کرو جو تمہیں نفع پہنچائے، زندگی کی (ہر نیک راہ میں) اللہ ہی سے مدد چاہو اور بے بس اور ناکارہ بن کر نہ رہو، اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو کہ یہ کرتا تو یہ ہوتا بلکہ یہ کہو کہ اللہ نے جو چاہا مقدر کر دیا۔ اس لیے کہ اگر مگر شیطانی راہ کو کھول دیتا ہے۔“

اللغة:

”اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ“ صحت مند، مستعد اور چاق و چوبند مومن

”اَلْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ“ کمزور اور لاغر مومن۔

”وَفِي كُلِّ خَيْرٍ“ ایمان ہر حال میں قیمتی متاع ہے اور کامیابی

کی مضبوط ترین دلیل۔

”اِحْرَصْ“ (حِرَاصٌ، يَحْرِصُ، حِرَاصًا) کسی چیز کا لالچ کرنا،

حریص ہونا، بندہ مومن اعمال صالحہ کا حریص ہوتا ہے۔ احرص، فعل امر،

صیغہ واحد مخاطب، یعنی تم رغبت اور شوق سے نیکیوں کی طرف لپکو جو

حلال کے لیے تگ و دو اور محنت و مشقت اٹھاتا ہے، کمزوروں اور
ضعیفوں کا دست و بازو بنتا ہے اور معاشرے کا مستعد اور فعال رکن بنتا
ہے، عربی محاورہ ہے:

”الْعَقْلُ السَّلِيمُ فِي الْجِسْمِ السَّلِيمِ۔“

”صحّت اور سلامتی والی عقل، صحّت اور سلامتی والے جسم میں
ہوتی ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ صحت مند اور تندرست مومن ہی حقوق اللہ اور
حقوق العباد کے فرائض ٹھیک ادا کر سکتا ہے، اس کی شان اس
طرح نظر آتی ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان!

اسی لیے ایسا ہی بندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ تر ہے
اور یہ وہ نعمت ہے جس سے غریب سے غریب انسان بھی بہرہ ور ہو سکتا
ہے، ذرا اس واقعہ پر غور کیجیے، جس کا ذکر سورۃ البقرہ میں آیا ہے۔

کیا آپ نے (سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کے بعد والی بنی اسرائیل کی
جماعت کو نہیں دیکھا جب کہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ کسی کو ہمارا
بادشاہ بنا دیجیے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں، پیغمبر (سیدنا شمویل
علیہ السلام) نے کہا کہ ممکن ہے جہاد فرض ہو جانے کے بعد تم جہاد نہ
کرو، انہوں نے جواب دیا بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں
گے؟ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور
کر دیئے گئے ہیں، پھر جب اُن پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے
سے لوگوں کے سب پھر گئے (حقیقت یہ ہے کہ تھوڑے ہی بندے
شاکر و صابر ہوتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

10؍4 جنوری 2008ء..... (8)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

اور انہیں اُن کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا
بادشاہ مقرر فرمایا ہے تو کہنے لگے بھلا اس کی ہم پر حکومت کیسے ہو سکتی
ہے؟ اُس سے تو بہت زیادہ حق دار بادشاہت کے ہم ہیں، اُس کو تو مالی
کشادگی بھی نہیں دی گئی، اُن کے نبی علیہ السلام نے فرمایا، سنو! اللہ تعالیٰ نے
اُسی کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اُسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی
ہے، بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے اپنا مُلک (بادشاہت) عطا فرماتا
ہے، اللہ تعالیٰ کشادگی اور علم والا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ

الْجِسْمِ طَوَّ اللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ طَوَّ اللَّهُ وَابَعَثَ

عَلَيْهِمُ ۝ [البقرہ: ۲/۲۴۷]

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی قوم کی قیادت و سیادت کے لیے
مال و دولت سے زیادہ عقل و علم اور جسمانی قوت و طاقت کی ضرورت
ہوتی ہے، اور ہمارے یہاں اسی بات کا فقدان ہے، خاص طور پر
پاکستان میں انتخاب میں وہی حصہ لے سکتا ہے جس کے پاس سیم و زر
کے انبار ہیں خواہ وہ عقل و فکر سے عاری اور فہم و شعور سے خالی ہے، اسی
لیے یہ ملک ابھی تک صحیح قیادت سے محروم اور غلامانہ ذہنیت کا
شکار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور صحت کی دولت سے
نوازا اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو اس نعمت کا وافر حصہ ملا،
نبوت کی تینیں سالہ زندگی محنت و مشقت، تکالیف و مصائب، ہجرت
و جہاد، اور غم و آلام سے پر ہے مگر آپ ﷺ نے یہ تمام وقت جس صبر
و استقامت، اور توکل و یقین سے گزارا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔
آپ ﷺ کی عبادت کا حال یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کے علاوہ سیدہ
عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

”كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ:

لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا

تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرُ؟ قَالَ: ”أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ

أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ [متفق علیہ، ریاض الصالحین،

رقم الحدیث: ۹۹]

”رسول اللہ ﷺ رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوتے اور اس حال میں قدم مبارک سوج جاتے تھے، (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ یہ کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں، لسان صدق سے ارشاد ہوا: کیا میں یہ نہ چاہوں کہ اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنوں۔“

اس سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ اچھی صحت کے مالک اور تنومند تھے اور آپ میں قوتِ مدافعت تھی، کمزور اور ضعیف آدمی بھلا ایسے کیوں کر کر سکتا ہے؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی، آپ نے قیام طویل فرمایا، میری نیت میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی، پوچھا گیا کیا خرابی پیدا ہوئی؟ انہوں نے کہا: ”هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ۔“ [متفق علیہ، ریاض

الصالحین، رقم الحدیث: ۱۰۵]

”میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور چھوڑ دوں (تاہم معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ قیام پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔)“

آپ ﷺ کی شجاعت کا حال سنئے! ظاہر ہے کہ یہ وصف بھی جسمانی اور ایمانی قوت سے ہی ابھرتا ہے۔

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کو سینکڑوں مصائب و خطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات قدم نے لغزش نہیں کھائی، غزوہ بدر میں گھمسان کی لڑائی میں ۳۰۰ سونہتے مسلمانوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈمگم جاتے تھے تو دوڑ کر مرکز نبوت ہی کے دامن

میں آکر پناہ لیتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جن کے دست و بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کیے کہتے ہیں کہ جب بدر میں زور کارن پڑا تو ہم لوگوں نے آپ ﷺ ہی کی آڑ میں آکر پناہ لی، آپ ﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ مشرکین کی صف سے اُس دن آپ ﷺ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔“

غزوہ حنین میں قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں کی طرف سے بے پناہ تیروں کی بارش ہوئی تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج دفعتاً میدان سے ہٹ گئی لیکن آپ ﷺ مع چند جاں نثاروں کے بدستور میدان میں کھڑے رہے اُس وقت بار بار آپ ﷺ اپنے خنجر کو ایڑ لگا کر آگے بڑھانے کا قصد فرما رہے تھے، لیکن جاں نثار مانع آتے تھے، اب دشمنوں کی تمام فوج کا نشانہ صرف آپ ﷺ کی ذات تھی، بایں ہمہ پائے اقدس میں لغزش نہ ہوئی۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ، جو اس معرکہ میں شریک تھے کسی نے اُن سے پوچھا کہ کیا حنین میں تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ جواب دیا ہاں! یہ سچ ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ اللہ کی قسم! جب لڑائی پورے زور پر ہوتی تھی تو ہم لوگ آپ ہی کے پہلو میں آکر پناہ لیتے تھے، ہم میں سب سے بڑا بہادر وہ شمار ہوتا تھا، جو آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے، ایک دفعہ مدینہ میں مشہور ہوا کہ دشمن آگئے، لوگ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھ کر نکلا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے، جلدی میں آپ ﷺ نے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر زین کسا جائے گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہو کر آپ تمام خطروں کے مقامات پر گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ [سیرت النبی جلد دوم]

ظاہر ہے کہ یہ واقعات آپ ﷺ کے قوی ایمان، مضبوط جسم، شجاعت اور ہمت کی نشان دہی کرتے ہیں اور نحیف و نزار جسم میں یہ خوبیاں پیدا نہیں ہو سکتی ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں

جن میں بہت سے لوگ گھائے میں ہیں (یعنی اُن کی قدر و قیمت نہیں کرتے) تندرستی اور فرصت ”الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ“

[رواہ البخاری، ریاض الصالحین، رقم الحدیث: ۹۸]

دوسری بات اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی:

”إِخْرَاضُ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ“

”تم ہر نیکی کو ذوق و شوق سے کرو جو تمہیں نفع دے۔“

ظاہر ہے کہ نیک اعمال وہی ہوں گے جنہیں قرآن و حدیث میں کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ اُس وقت ہی قبولیت کا درجہ پاتے ہیں جب ایمان سے سرانجام دیئے جائیں، قرآن حکیم میں رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْغَيْرَاتِ﴾ [البقرة: ۱۴۸/۲]

”تم بھلائیوں کی طرف سبقت کیا کرو۔“

ایک اور مقام پر حکم ہوا:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ لَا أَعْدَتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ

يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَالْ

عَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

[آل عمران: ۱۳۳/۳، ۱۳۴]

”دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت

کی طرف جاتی ہے، جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی

ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (یہی وہ لوگ

ہیں) جو ہر حال میں اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ

کرتے ہیں خواہ بد حال ہوں یا خوش حال، جو غصے کو پی جاتے

ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک

لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔“

مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

”إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ“ (اپنے نیک اعمال کے ذریعہ سے)

ہر مومن کا منتہائے عمل اور منزل مقصود یہی مغفرت پروردگار ہونا چاہیے۔

”وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ“ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام محض ایک سلبی حقیقت کا نام نہیں، یعنی محض گناہوں سے بچنا کافی نہیں بلکہ مسلمانوں کو حکم اس کا بھی ملا ہے کہ اسلام کے ایجابی پہلو کا بھی پورا حق ادا کریں، نیکیوں کی جانب لپکیں اور اس طرح جنت کو حاصل کر کے رہیں جو رضائے الہی کا محل اور ظہورِ رحمت کامل کا مقام ہے۔

”عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ“، یعنی وہ بے انتہا وسیع ہے۔ اُس میں سب (اہل ایمان) کی گنجائش ہے، وہاں چپقلش اور عدم گنجائش کا احتمال ہی نہیں۔ جنت کی بجنہم پیمائش کرنا مقصود نہیں، بلکہ صرف اُس کی بے انتہا وسعت اور گنجائش کا اظہار مقصود ہے، عربی محاورہ میں انتہا وسعت کے اظہار کا یہی پیرایہ ادا ہے۔

[بحوالہ تفسیر کبیر، تفسیر ماجدی]

”أَعْدَتْ لِلْمُتَّقِينَ“ یہ جنت اہل تقویٰ کے لیے ہے جو ظاہر اور باطن، کھلے اور چھپے، ہر جگہ اور ہر مقام پر اپنے مولیٰ و مالک کا خوف رکھتے ہیں اُس کی رضا مندی کو اپناتے ہیں اور اُس کی ناراضگی سے بچتے ہیں۔

”يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ“ محض خوش حالی ہی میں نہیں تنگ دستی کے موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں، بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ایثار و قربانی کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ تنگ دستی کے باوجود اپنے بھائیوں کی خدمت کر دیتے ہیں۔ قرآن حکیم اُن کے ایثارِ نفس کو اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

[الحشر: ۹/۵۹]

”خود اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت

حاجت ہو۔“

”وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ“ مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

”کظم“ کہتے ہیں غصہ ضبط کر جانے کو، تو یہ لوگ وہ ہوئے جو

”الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ“ پڑھا، آپ نے فرمایا ”میں نے معاف کر دیا“ اب جاریہ کی زبان پر ”وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ آیا، آپ نے فرمایا ”جائیں نے تجھے آزاد کر دیا۔“ [بحوالہ روح المعانی، تفسیر ماجدی]

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ تو من و عن قرآن کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ رسول سے متعلق قربت و قرابت رکھنے والے بھی کس درجہ نفوس قدسیہ کے مالک بن چکے تھے۔ [تفسیر ماجدی]

تیسری بات اس حدیث میں آپ نے یہ ارشاد فرمائی:

”وَأَسْتَعِينُ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزُ“ یعنی زندگی کی (ہر نیک راہ میں) اللہ ہی سے مدد چاہو اور بے بس اور ناکارہ بن کر نہ رہو۔

ظاہر ہے کہ زندگی کے نشیب و فراز میں، مصائب و مشکلات میں، دکھوں اور تکالیف میں، اور ہر نرم و گرم حالات میں ہمارا صرف اور صرف ایک ہی آقا، داتا، مشکل کشا، اور ہر نعمت عطا کرنے والا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَأَتَّكِمُ مِنْ حَمْلِ مَا سَأَلْتُمُوهُ ط وَإِنْ تَعْدُوا انْغَمَتِ

اللّٰهُ لَا تُخْصَوْهَا﴾ [ابراہیم: ۱۴/۳۴]

”وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تو ہے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔“

بے دست و پا، بیکار، در ماندہ اور ناکارہ بن کر معاشرتی زندگی کا ”عضو معطل“ بن جانا اسلام کی ہرگز ہرگز تعلیم نہیں ہے، ”جب تک سانس، تب تک آس“ زندگی کا بہترین اصول ہے، رسول اللہ ﷺ نے ناکارہ اور بیکار زندگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمائی ہے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ

وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔“

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور کابلی سے، بخلی اور بزدلی سے اور بڑھاپے (جو ناکارہ بنا دے) اور قبر کے عذاب سے۔ [اسلامی وظائف مولانا عبدالسلام بستی]

ایک دعا میں اس طرح فرمایا:

10 تا 10 جنوری 2008ء..... (11)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

غصہ سے مغلوب نہیں ہو جاتے، بلکہ اُس کا مقابلہ کر کے اُسے زیر کر لیتے ہیں اور اپنے اوپر قابو رکھتے ہیں۔ بعض اہل تحقیق نے یہ خوب لکھا ہے کہ یہاں ”وَالْعَاقِدِيْنَ الْغَيْظَ“ ارشاد نہیں ہوا ہے یعنی مدح، اس کی نہیں آئی ہے کہ غصہ سرے سے آتا ہی نہ ہو، بلکہ اس کی آئی ہے کہ اسے قابو میں رکھا جائے اور عقل جذبات کے اوپر حاکم رہے، غصہ پیدا ہوتا ہے حرارت طبعی یا حمیت سے، اُسے سرے سے فنا کر دینا ہرگز اسلام کو مقصود نہیں، مقصود اُسے صرف حدود کے اندر رکھنا ہے، غصہ مطلق صورت میں ہرگز ممنوع نہیں، نہ شرعاً محصیت نہ عقلاً مضر۔ بلکہ اگر حدود کے اندر رہے اور محل مناسب پر پیدا ہو تو عیب نہیں ہنر ہے، غصہ کے ضبط کر جانے کی فضیلتیں حدیث نبوی میں بہ کثرت وارد ہوئی ہیں، مثال کے طور پر صرف ایک حدیث ملاحظہ ہو:

”مَنْ كَظَمَ غَضَبًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَىٰ اِنْفَاذِهِ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ اٰمَنًا وَّ اِيْمَانًا۔“

”قدرت نفاذ کے باوجود جو شخص اپنے غصہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اُس کا قلب امن اور ایمان سے لبریز کر دے گا۔“

”وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ“ یعنی لوگوں کے قصوروں اور خطاؤں کو معاف بھی کر دیتے ہیں۔ یہی نہیں کہ باوجود قدرت و استطاعت خطا وار سے انتقام نہیں لیتے بلکہ اُسے معاف بھی کر دیتے ہیں۔ یہ درجہ ”کاظمین الغیظ“ سے بلند تر ہے۔ وہ (غصے کو روکنا) اگر محض ایک سبلی کیفیت تھی تو یہ (معاف کر دینا) ایک ایجابی مرتبہ ہے۔

”الْمُحْسِنِينَ“ محسنین کا درجہ کاظمین و عافین دونوں سے بلند تر ہے یعنی غصہ سے بھی آگے بڑھ کر مزید حسن سلوک سے پیش آتے ہیں، اخلاقی تعلیم کے موقع پر قرآن حکیم نے اکثر تدریس کو پیش نظر رکھا ہے، تینوں مقامات فضیلت کے ہیں لیکن یہ تیسرا مقام فاضل ترین ہے، محدث بیہقی نے سیدنا علی بن حسین سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ آپ کو ایک جاریہ وضو کر رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آپ پر گرا، غصہ آنا امر طبعی تھا جاریہ نے فوراً الفاظ قرآنی ”اَلْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ“ اپنی زبان سے ادا کیے آپ کا غصہ دور ہو گیا، پھر جاریہ نے

شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم (اوکاڑا) کی وفات پر تعزیت

مولانا شیخ الحدیث عبدالحلیم رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اوکاڑا) گزشتہ دنوں راہی ملک آخریں ہو گئے۔

انا لله وانا اليه راجعون

ان کی وفات پر ہمارے درج ذیل احباب نے تعزیت کا اظہار کیا ہے:

- ①..... حمزہ طور، گوجران والا۔ ②..... ادارہ جامعہ عربیہ قرآنیہ ٹوبہ روڈ، شور کوٹ۔ ③..... محمد اظہار الحسن، اوکاڑا۔ ④..... ابراہیم خلیل منصور پوری۔ ⑤..... ڈاکٹر عبدالغفار حلیم، چونیاں۔ [محمد سلیم چنیوٹی]

محمد جاوید محمدی کو صدمہ

محمدی کیسٹ ہاؤس اردو بازار لاہور، کے ڈائریکٹر جناب محمد جاوید محمدی کے بہنوئی اور ساس صاحبہ گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے وفات پا گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون

موصوف کے لیے یہ دوہرا صدمہ یقیناً بڑا گہرا ہوگا۔ اللہ کریم مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔ [محمد سلیم چنیوٹی]

دعائے مغفرت

محمدی مسجد میرپور خاص کے خطیب و امام محمد اقبال محمدی السندی کی والدہ محترمہ اور جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص کے استاذ حافظ عبدالمبین صاحب کے والد محترم گزشتہ دنوں قضائے الہی سے وفات پا گئے۔ قارئین مرحومین کے لیے مغفرت کی خصوصی دعا فرمائیں۔

[اسلام الدین شیخ، داؤد مبین، عمر محمدی، خالد بھائی، انعام بھائی، حسین بھائی و احباب جماعت]

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْضِی الْعُمْرِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

[حوالہ ایضاً]

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، بخل، بزدلی اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے۔“

چوتھی بات آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی:

فَلَا تَقُلْ لَوْ اِنِّیْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ، قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ، وَمَا شَاءَ، فَعَلَ، فَاِنْ لَّوْ تَفْتَحْ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔

”یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا بندہ مومن کی شان ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ سے اچھی تقدیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔“ حدیث میں آتا ہے: ”لَا یَرُدُّ الْقَضَاءُ اِلَّا الدُّعَاءُ“ (اللہ سے دعا کرنا) تقدیر پلٹ دیتا ہے۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر غلط سلط باتیں کرنا گناہوں میں اضافہ کا سامان بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اور ہمارے بچوں کی تقدیر میں ایمان، نیکی، صحت اور سلامتی لکھ دے، آمین یا رب العالمین

حدیث مبارک سے استنباط:

①..... ایمان کے ساتھ اچھی صحت بہت ضروری ہے کہ اس سے اعمال صالحہ کی ادائیگی ٹھیک طور پر انجام پاتی ہے۔

②..... زندگی نیک اعمال سرانجام دینے چاہیں اور کسی غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

③..... ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر بن کر اس کی مدد طلب کرتے رہنا چاہیے۔

④..... بیکاری اور در ماندگی کو کبھی بھی قریب نہ پھٹکنے دینا چاہیے بلکہ اس عادت سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب گار رہنا چاہیے۔

⑤..... تقدیر پر راضی رہنا چاہیے البتہ اچھی تقدیر کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گور ہونا پسندیدہ بات ہے۔



برکت کا حصول کیسے ممکن ہے؟

عبدالملک القاسم..... ترجمہ: محمد حسن موہل

الحمد لله رب العالمين الصلوة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، اما بعد!

انسان ہمیشہ اس حرص اور آرزو میں رہتا ہے کہ اس کا وقت، عمر، مال و دولت، اولاد اور اس کی وہ تمام محبوب و پیاری چیزیں جن کے حصول کو وہ اپنی خوش قسمتی اور سعادت مندی سمجھتا ہے زیادہ کر دی جائیں۔ جب کہ ایک مسلمان بندہ مذکورہ چیزوں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے برکت کی دعا کرتا رہتا ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اکثر امور میں برکت کی دعا کیا کرتے تھے۔

برکت:

کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی کے ٹھہرنے و ثابت ہونے کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ جب کسی قلیل المقدار اور تھوڑی چیز میں داخل ہوتی ہے تو اسے زیادہ کر دیتی ہے اور جب کسی کثیر المقدار چیز میں داخل ہوتی ہے تو اسے نفع بخش بنا دیتی ہے اور تمام امور و معاملات میں برکت کا سبب سے بڑا فائدہ و ثمرہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں استعمال کیا جائے۔

اور جو بھی علمائے کرام، طلبائے دین، نیک و صالح اور عبادت گزار بندوں کے حالات کو بہ نظر غائر دیکھے گا تو یقیناً وہ ان کے تمام امور و معاملات میں برکت ضرور پائے گا۔ چنانچہ ان میں ایسا آدمی بھی ہوتا ہے جس کی مالی و معاشی حالت انتہائی نازک و کمزور ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت پیدا کر دیتا ہے پھر یہ میانہ روی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرتا ہے اور اپنے روپے پیسوں کو بے فائدہ اور لالچ کا کاموں میں برباد نہیں کرتا اور نہ ہی زائرین کا آنا اس کے لیے ناگوار اور دشوار ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح ان میں سے کسی آدمی کی صرف ایک ہی بیٹی ہوتی ہے اور وہ اپنے باپ کے لیے انتہائی بابرکت ثابت ہوتی ہے وہ اپنے باپ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کی خدمت بجالاتی ہے پھر اس سے اللہ تعالیٰ نیک خصال بیٹے پیدا کرتا ہے جو کہ اپنے نانا ابو کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوتے ہیں۔

اسی طرح ان میں سے ایسا آدمی بھی ہوتا ہے جس کا تمام وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت اور لوگوں کو فائدہ دینے کے ساتھ معمور رہتا ہے لیکن اس کے گھٹنے اور ایام لوگوں کے طبعی ایام اور گھنٹوں سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں (کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے۔)

ان لوگوں کے برعکس کچھ ایسے بھی ہیں جن کی کسی چیز میں برکت کا کوئی عنصر نہیں ہوتا۔ وہ سارا دن کی محنت مشقت سے چکنا چور اور رات کو سوچ و بچار، حساب و کتاب اور کم سونے کی وجہ سے بد حال ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان کے کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔

اور ان میں سے بعض کے تو دس دس بیٹے ہوتے ہیں لیکن نکلے، نکھٹو اور سارے کے سارے اپنے والد کے دشمن اور نافرمان ہوتے ہیں، العیاذ باللہ۔ ان میں سے کوئی بھی نیک فطرت اور صالح معلوم نہیں ہوتا نہ ہی ان سے خیر و بھلائی کی توقع کی جاسکتی ہے ان سے ہمیشہ شر اور برائی ہی سنی جاتی ہے اور ان کا باپ ان سے صرف ایک ہی سوال پانا ہے کہ ”ہم تجھ سے کب راحت و سکون پائیں گے؟“

اور علم میں برکت تو بالکل واضح اور روشن ہے جیسا کہ بعض لوگ کم علم ہوتے ہیں لیکن باعمل، نیک فطرت، صالح و متقی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ مدرس، داعی، مبلغ یا افسر بنا کر نفع مند بنا دیتا ہے۔ اس کے

برعکس کچھ کے پاس علم زیادہ ہوتا ہے لیکن غیر نافع اور بے فائدہ اور عامۃ الناس ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

اور جس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ برکت نازل فرماتا ہے تو وہ انسان کے مال، اولاد، بیوی، وقت، علم، عمل، پیداوار، دعوت، سواری، گھر، عقل، اعضا و جوارح، دوستوں غرضیکہ اس کی ہر چیز میں عام ہو جاتی ہے اسی لیے برکت کی تلاش ایک ضروری امر ہے۔

ہم برکت کیسے حاصل کریں؟

(۱).....تقویٰ:

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہر نیکی کی کنجی ہے، ارشادِ بانی ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ [الاعراف: ۹۶]

”اور اگر بستیوں والے واقعی ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین میں سے بہت سی برکتیں کھول دیتے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۳۰، ۲]

”اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا اور اسے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان نہ کرتا ہوگا۔“

علمائے کرام نے تقویٰ کی تعریف یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اس کے نور پر عمل کیا جائے اور اس کے اجر و ثواب کی امید رکھی جائے اور اللہ تعالیٰ کے نور پر رہتے ہوئے اس کی معصیت و نافرمانی کو چھوڑ دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب و عتاب سے خوف کھایا جائے۔

کسی نیک و صالح انسان کو کہا گیا کہ زرخ (بھاؤ) بڑھ گئے ہیں تو اس نے کہا انھیں تقویٰ کے ساتھ کم کر لو۔

کہا جاتا ہے کہ متقی انسان کبھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

10ؓ4 جنوری 2008ء..... (14)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

فقہاء میں سے کسی فقیہ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۳۰، ۲]

تو اس فقیہ نے کہا، اللہ کی قسم ہمارے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ تو بنا دیا گیا ہے لیکن ہم کما حقہ تقویٰ تک نہ پہنچ سکے اور یقیناً ہمیں رزق بھی عطا کیا گیا ہے۔ لیکن ہم تقویٰ اختیار نہ کر سکے اور ہم تیسری چیز کی امید ضرور رکھتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا﴾

[الطلاق: ۵۰]

”اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔“

(۲).....تلاوتِ قرآن:

قرآن مجید ایک بابرکت کتاب ہے۔ یہ کتاب بدنی امراض اور دلی بیماریوں کے لیے دوائے شافی ہے، ارشادِ بانی ہے:

﴿يَتْلُو آيَاتِهِ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ لَمْ يَرْزُقُوا وَيَرْزُقُوا الَّذِينَ لَمْ يُحْسِنُوا وَيَرْزُقُوا الَّذِينَ لَمْ يُحْسِنُوا وَيَرْزُقُوا الَّذِينَ لَمْ يُحْسِنُوا وَيَرْزُقُوا الَّذِينَ لَمْ يُحْسِنُوا﴾ [ص: ۲۹]

”یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے بہت بابرکت ہے تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔“

اسی طرح نیک اور صالح اعمال خیر اور برکت کا باعث بنتے ہیں:

(۳).....دعا:

یقیناً نبی کریم ﷺ اپنے اکثر امور میں اللہ تعالیٰ سے برکت طلب کیا کرتے تھے اور آپ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم شادی کرنے والے شخص کو یہ دعا دیں:

”بارك الله لك، وبارك عليك، وجمع بينكما في خير۔“ [ترمذی: ۱۰۹۱]

”اللہ تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں جمع کرے۔“

فرمائے۔“

اسی طرح آپ نے کھانا کھلانے والے کے حق میں ہمیں یہ دعا سکھائی ہے:

”اللهم بارك لهم فيما رزقهم، واغفر لهم

وارحمهم۔“ [صحیح مسلم: ۲۰۴۲ دار السلام]

”اے اللہ! ان کے لیے اس میں برکت فرما جو تو نے ان کو رزق عطا کیا ہے اور ان کو معاف فرما اور ان پر رحم کر۔“

(۴)..... مال لینے میں حرص اور لالچ نہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے کہا:

يا حكيم إن هذه المال خضرة حلوة فمن أخذه

بسخاوة نفس بورك له فيه، ومن أخذه بإشراف

نفس لم يبارك له فيه وكان كالذي يأكل ولا

يشبع۔“ [صحیح بخاری: ۱۴۷۲۔ صحیح مسلم:

۱۰۳۵]

”اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے پس

جو شخص اسے اپنے دل کو بخنی رکھ کر لے (یا بغیر مانگے لے) تو

اس کی دولت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو لالچ کے

ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں برکت نہیں ڈالی جاتی اس کا

حال اس شخص جیسا ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔“

(۵)..... خرید و فروخت کے معاملہ میں سچ بولنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك

لهما فبيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة

بيعهما۔“ [صحیح بخاری: ۲۱۱۰]

”خریدنے اور بیچنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ

الگ نہ ہو جائیں انہیں اختیار باقی رہتا ہے۔ اب اگر دونوں

نے سچائی اختیار کی اور ہر بات صاف صاف بیان اور واضح

کردی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر انہوں نے کوئی بات چھپائی یا جھوٹ بولا تو ان کی خرید و فروخت میں سے برکت ختم کردی جاتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الحلف منفقة للسلحة، ممحقة للبركة۔“

”قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم

برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“ [صحیح بخاری: ۲۰۸۷]

(۶)..... اوّل النہار کام کرنے سے برکت پیدا ہوتی ہے:

نبی کریم ﷺ نے دن کے ابتدائی وقت کے متعلق برکت کی دعا

کی ہے۔ سیدنا صخر الغامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللهم بارك لأمتي في بكورها۔“

”اے اللہ میری امت کے لیے اس کی صبح میں برکت عطا

فرما۔“ (راوی کہتا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی چھوٹا لشکر یا کوئی

بڑا لشکر روانہ فرماتے تو ان کو دن کے ابتدائی حصے (صبح کے وقت)

روانہ فرماتے تھے۔ صخر ایک تاجر آدمی تھے جب وہ اپنے لڑکوں کو کہیں

بھیجتے تو صبح کے وقت بھیجتے جس سے وہ بڑے مال دار بن گئے اور ان کا

مال بہت بڑھ گیا۔“ [مسند احمد: ۳/ ۴۱۶۔ ابوداؤد: ۲۶۰۶۔

ترمذی: ۱۲۱۲۔ ابن ماجہ: ۲۲۳۶۔ صحیح ابن حبان: ۴۷۵۵۔ شرح

السنہ: ۲۶۷۳]

اسلاف میں سے کسی نے کہا:

عجبت لمن يصلي الصبح بعد طلوع الشمس

كيف يرزق؟

”مجھے تعجب ہے اس شخص پر کہ جو صبح کی نماز سورج طلوع

ہونے کے بعد پڑھتا ہے اسے کیسے رزق دیا جائے گا؟“

(۷)..... تمام امور میں سنت کی اتباع:

تمام امور میں سنت کی اتباع کرنے سے خیر و برکت پیدا ہوتی

ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

4 10 جنوری 2008ء..... (15)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

”البركة تنزل وسط الطعام فكلوا من حافتيه، ولا

تأكلوا من وسطه۔“ [ترمذی: ۱۸۰۵]

”برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے پس تم اس کے

کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں انگلیوں اور رکابی کو چاٹنے اور صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

”إنکم لا تدرون فی اى طعامکم البركة۔“

[صحیح مسلم: ۲۰۳۳]

”تم نہیں جانتے کہ برکت کس میں ہے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا وقعت لقمة احدکم فلیاخذها فلیمط ما کان

بها من اذی ولیأکلها ولا یدعها للشیطان ولا

یمسح یدہ بالمنديل حتی یلعق أصابعه فانه لا

یدری فی اى طعامه البركة۔“

[صحیح مسلم: ۲۰۳۳ ایضاً]

”جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر پڑے تو اس کو اٹھالے اور جو

اس کے ساتھ کوڑا وغیرہ لگ گیا ہو اس کو صاف کرے اور

کھالے اور شیطان کے لیے نہ جھوڑے اور جب تک اپنی

انگلیاں چاٹ نہ لے اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے کیوں کہ

اس کو معلوم نہیں کہ کون سے کھانے میں برکت ہے۔“

(۸).....سورة البقرة کی تلاوت:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”إقرؤا سورة البقرة فلإن اخذها بركة وترکها

حسرة ولا یستطیعها البطلة۔“ [صحیح مسلم: ۸۰۴]

”سورہ بقرہ پڑھو کیوں کہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور

اسے چھوڑنا حسرت ہے اور باطل یعنی جادوگر لوگ اس کا

مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

(۹).....سحری کھانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تسحروا، فإن فی السحور بركة۔“

[صحیح بخاری: ۱۹۲۳]

”سحری کھاؤ کیوں کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔“

(۱۰).....کھجور کا درخت:

کھجور کا درخت برکت والا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”إن من الشجر لما بركة کبركة المسلم فظننت

أنه یعنی النخلة۔“ [صحیح بخاری: ۵۴۴۴]

”بعض درخت ایسے ہوتے ہیں جن کی برکت مسلمان کی

برکت کی طرح ہوتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

میرے خیال کے مطابق آپ کھجور کے درخت کی طرف

اشارہ کر رہے تھے۔“

(۱۱).....گھوڑا اور بکری رکھنا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

”البركة فی نواصی الخیل۔“

[صحیح بخاری: ۲۸۵۱]

”گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔“

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہا:

”اتخذی غنماً فإن فیها بركة۔“ [ابن ماجہ:

۲۳۰۴۔ مسند احمد: ۶/۴۲۴۔ صححہ البانی فی

الصحيحة: ۷۷۳]

”تو بکریاں رکھ کیوں کہ ان میں برکت ہے۔“

عروہ باری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الابل عزّ لأهلها والغنم بركة والخیر معقود فی

نواصی الخیل الی يوم القيامة۔“ [ابن ماجہ:

”اونٹ رکھنا باعث عزت و رفعت ہے اور بکریاں رکھنے سے برکت پیدا ہوتی ہے اور قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانی میں خیر بندھی ہوئی ہے۔“

(۱۲)..... اکٹھل کر کھانا باعث برکت ہے:

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے تو آپ نے فرمایا:

”فلعلکم تفترقون قالوا نعم قال فاجتمعوا علی طعامکم واذکروا اسم اللہ علیہ یبارک لکم فیہ۔“
”شاید تم جدا جدا اور الگ الگ ہو کر کھاتے ہو، انھوں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم اکٹھل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر بسم اللہ پڑھا کرو تو تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔“ [صحیح سنن ابی داؤد: ۳۷۶۴۔ ابن ماجہ:

۳۲۸۶۔ صحیح ابن حبان: ۵۲۲۴]

(۱۳)..... کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا باعث برکت ہے:

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جب شریک پکاتیں تو اسے ڈھانپنے کا حکم دیتیں حتیٰ کہ اس کا جوش و حرارت اور دھواں ختم ہو جاتا اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ”ہو اعظم للمبرکۃ“ ایسا کرنا بڑی برکت کا باعث ہے۔ [سنن دارمی: ۲۰۲۹۔ موارد الظمان:

۱۳۴۴ اسنادہ حسن۔ مسند احمد: ۳۵۰/۶۔ الطبرانی فی الکبیر: ۲۴/

۸۵، ۸۴۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۷/۲۸۰۔ مجمع الزوائد: ۱۹/۵]

(۱۴)..... اللہ تعالیٰ پر کامل توکل، بھروسہ برکت کا باعث ہے:

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ۳]

”اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔“

سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”لو أنکم توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدوا خماصاً وتروح بطاناً۔“
”اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی وہ ایسے ہی رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر سیر ہو کر آتے ہیں۔“ [صحیح ابن ماجہ: ۴۱۶۴۔ مسند

احمد: ۳۰/۱۔ ترمذی: ۲۳۴۴]

(۱۵)..... زیتون کا استعمال باعث برکت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کلوا الزيت فانه مبارك وأتد موا به، واذهنوا به فانه يخرج من شجرة مباركة۔“ [سنن دارمی:
۲۰۹۶۔ صحیح ترمذی: ۱۵۰۸۔ سلسلۃ الصحیحہ: ۳۷۹]
”زیتون کھاؤ کیوں کہ یہ بابرکت ہے اور اس کا سالن بناؤ اور اس کا تیل استعمال کرو کیوں کہ یہ ایک بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔“

(۱۶)..... اناج کا ناپ تول کرنا باعث برکت ہے:

سیدنا مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیلوا طعامکم یبارک لکم۔“ [صحیح بخاری:
۲۱۲۸۔ سنن ابن ماجہ: ۲۲۳۱۔ صحیح ابن حبان:
۴۹۱۸۔ مسند احمد: ۵/۴۱۴۔ شرح السنہ: ۳۰۰۰]
”اپنے غلے کو ناپ لیا کرو اس میں تمھیں برکت ہوگی۔“

(۱۷)..... زمزم کا پانی برکت والا ہوتا ہے:

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہاں کب آئے؟ میں نے عرض کیا تیس دن رات سے یہاں ہی پڑا ہوں۔ فرمایا تیس دن رات سے تم یہاں ہو؟ تو میں نے

عرض کیا جی ہاں فرمایا تمہارا کھانا کیا تھا؟ تو میں نے عرض کیا میرے کھانے پینے کے لیے زمزم کے پانی کے سوا کوئی چیز نہیں تھی اور اس کے باوجود میں پہلے سے زیادہ موٹا تازہ ہوں یہاں تک کہ میری بغلوں کی اطراف میں گوشت بھر گیا ہے اور میں اپنے جگر پر بھوک کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إنها مباركة وهي طعام طعم وشفاء سقم۔“

”زمزم کا پانی برکت والا ہے اور کھانے کا کام بھی دیتا ہے اور

بیماری سے شفاء کا ذریعہ بھی ہے۔“ [مسند ابی داؤد

الطیالسی، ص: ۶۱ رقم الحدیث: ۴۵۷۔ صحیح مسلم بدون

لفظ شفاء سقم: ۲۴۷۳]

(۱۸)..... استخارہ کرنا:

تمام اہم امور میں استخارہ کرنا خیر و برکت کا باعث ہے اور نبی کریم ﷺ اس کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ جب کوئی اہم معاملہ تمہارے سامنے ہو تو فرض کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھو:

”اللهم إني استخيرك بعلمك، واستقدرك

بقدرتك وأسألك من فضلك العظيم۔ فانك تقدر

ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب،

اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر خير لي في ديني

ومعاشي وعاقبه أمري أو قال عاجل أمري

وآجله، فاقدره لي ويسره لي، ثم بارك لي فيه وإن

كنت تعلم أن هذا الأمر شر لي في ديني ومعاشي

وعاقبه أمري أو قال في عاجل أمري وآجله۔

فاصرفه عني وأصرفني عنه واقدر لي الخير حيث

كان ثم ارضني به۔“ [صحیح بخاری: ۱۱۶۲]

”اے میرے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب

کرتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت تجھ سے طاقت مانگتا

ہوں اور تیرے فضل عظیم کا طلب گار ہوں کہ قدرت تو ہی

10 تا 4 جنوری 2008ء..... (18)..... 24 ذوالحجہ 1428ھ

رکھتا ہے اور مجھے کوئی قدرت نہیں علم تجھ ہی کو ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام جس کے لیے استخارہ کیا جا رہا ہے میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے میرے لیے بہتر ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ میرے لیے وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے یہ (بہتر ہے) تو اسے میرے لیے نصیب کر اور اس کا حصول میرے لیے آسان کر اور پھر اس میں مجھے برکت عطا کر اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے برا ہے یا آپ نے یہ کہا کہ میرے معاملہ میں وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے (برا ہے) تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے بھی اس سے ہٹا دے پھر میرے لیے خیر مقدر فرما دے جہاں بھی وہ ہو اور اس سے میرے دل کو مطمئن بھی کر دے۔“

(۱۹)..... لوگوں کے آگے دست سوال دراز نہ کرنا باعث برکت ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من نزل به حاجة فأنزلها بالناس كان قمناً من

أن لا تسهل حاجته ومن أنزلها بالله آتاه الله

برزقي عاجل أو بموتٍ آجل۔“ [مسند احمد: ۱/

۳۸۹۔ وقال احمد شاكر اسناداه صحيح۔ صحيح ابی

داؤد: ۱۶۴۵]

”جس شخص پر کوئی شدید حاجت اتر آئے اور وہ اپنی اس

حاجت کو لوگوں پر ظاہر کرتا پھرے تو یہ زیادہ ممکن ہے کہ اس

کی حاجت ہرگز پوری نہیں ہوگی اور جو اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ

کے حضور پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے رزق عطا

کرے گا یا تو جلد موت دے کر اسے ان تمام ضرورتوں سے

بے نیاز کر دے گا۔“

(۲۰)..... اتفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ کرنے سے مال میں اضافہ اور برکت ہوتی ہے:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [السبا: ۳۹]

”اور تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو وہ اس کی جگہ اور دیتا ہے۔“

اور حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”یا ابن آدم أنفق أنفق عليك۔“ [صحیح مسلم:

۹۹۳۔ صحیح بخاری: ۵۳۵۲۔ مسند حمیدی: ۱۰۹۸]

”اے آدم کے بیٹے تو خرچ کر تو میں تجھ کو دیئے جاؤں گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ما من يوم يصبح العباد فيه إلا ملكان ينزلان

فيقول أحدهما: اللهم اعط منفقا خلفا ويقول

الآخر اللهم اعط ممسكاً تلفاً۔“

[صحیح بخاری: ۱۴۴۲]

”کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو

دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ

اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا

ہے کہ اے اللہ ممسک اور بخیل کے مال کو تلف و برباد

کردے۔“

(۲۱)..... حرام مال سے بچنا:

حرام اور ناجائز مال کی تمام صورتوں اور شکلوں سے بچنا چاہیے ان میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوتی۔ اس مضمون پر بہت زیادہ آیات دلالت کرتی ہیں، مثلاً:

﴿يُمَحِّقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ [البقرة: ۲۷۶]

”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

(۲۲)..... اللہ تعالیٰ کی نعمت اور عطا پر شکر بجالانا باعث برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ۱۴۵]

”ہم شکر کرنے والوں کو جلد جزا دیں گے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَنْ نَشْكُرَكَ لَا زَيْدٌ نَكْمُ﴾ [ابراہیم: ۷]

”اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا۔“

(۲۳)..... فرض نماز کی ادائیگی باعث برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ

رِزْقاً لَنْ نَرْزُقَكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾ [طہ: ۱۳۲]

”اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ

ہم تجھ سے کسی رزق کا مطالبہ نہیں کرتے ہم ہی تجھے رزق

دیں گے اور اچھا انجام تقویٰ کا ہے۔“

(۲۴)..... استغفار پر مداومت و پیٹگی کرنا باعث برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً . يُرْسِلُ

السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً . وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ

وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَاراً﴾

[نوح: ۱۰، ۱۲]

”تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو یقیناً وہ ہمیشہ

سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی

بارش اتارے گا اور مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد

کرے گا اور تمہیں باغات عطا کرے گا اور تمہارے لیے

نہریں جاری کر دے گا۔“

اللهم بارك لنا فيما اعطيتنا واجعله عوناً علي

طاعتك وصلی اللہ وسلم علی نبینا وآلہ وصحبہ

أجمعین .

.....

فوائد الذکر

قاری ذکاء اللہ، حافظ آبادی

قرب الہی کا ذریعہ:

ذکر خداوندی سے انسان اللہ رب العزت کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اسے قرب نصیب ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

[البقرة: ۱۵۲]

”تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو کفر ان نعمت نہ کرو۔“

یعنی تم ہر دم مجھے یاد کرو اگر تم مجھے یاد کرو گے تو میں تمہیں یاد کروں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خداوند قدوس فرماتا ہے:

”انا عند ظن عبدی بی وانا معہ حین یدکرنی ان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی وان کرتی فی ملا ذکرته فی ملاہم خیر منہم وان تقرب منی شبراً تقریت الیہ ذراعاً وان تقرب الی ذراعاً تقریت منہ باعاً وان اتاتی یمشی اتیتہ هرولة۔“

”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجمعے میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک کلاوہ (دونوں بازو پھیلائے) اس کے قریب ہوتا ہوں

10 تا 4 جنوری 2008ء (20) 24 ذوالحجہ 1428ھ

اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔“ [مسلم، رقم الحدیث: ۶۸۰۵، باب الحدث

علی ذکر اللہ تعالیٰ، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار]

ایک دوسری روایت میں بایں الفاظ ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے:

”انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا دعانی۔“

”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے بلائے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ تعالیٰ وحسن الظن

بہ، رقم الحدیث: ۶۸۲۹۔ ترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۸۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انما مع عبدی اذا هو ذکرنی وتحركت بی

شفتاه۔“ [ابن ماجہ، ابواب الادب، باب فضل الذکر، رقم الحدیث: ۳۷۹۲۔ بلوغ المرام، کتاب الجامع، باب الذکر والدعاء، رقم الحدیث: ۱۳۳۲]

”میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے (ذکر) سے حرکت کرتے رہتے ہیں۔“

بکثرت ذکر الہی کرنے والا اللہ جل جلالہ کا کس قدر مقرب ہے۔ اس بات کا اندازہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان سے بھی لگا سکتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصلوة والسلام نے ارشاد فرمایا:

”تین آدمیوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا: کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرنے والا، مظلوم کی پکار اور انصاف کرنے والا حکمران۔“ [بیہقی فی الشعب الايمان: ۱/ ۴۱۹۔ السلسلة

الصحيحة: ۱۲۱۱]

فائدہ:

جس طرح اس فرمان نبوی ﷺ سے یہ مسئلہ مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر بارگاہ خداوندی میں اس قدر محبوب ہے کہ اس کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر قبولیت دعا کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے (گروہ) کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ اس نے اسلام کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمیں نعمت اسلام سے نوازا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تمہیں) اللہ تعالیٰ کی قسم کیا تمہارا بیٹھنا صرف اسی وجہ سے ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ واللہ ہمارے بیٹھنے کا سبب صرف یہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اما انی لم استحلفکم تہمة لکم ولكنه اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یناہی بکم الملتکة - [مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، رقم الحدیث: ۶۵۶۷۔ نسائی، رقم

الحدیث: ۵۴۴۱۔ ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۷۹]

”سنو! میرا تمہیں قسم دے کر پوچھنا تمہارے بارے میں شک و شبہ کی بنا پر نہیں، لیکن (اصل صورت حال یہ ہے کہ) میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی کہ اللہ عزوجل تمہارے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔“

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذکر الہی سے انسان بارگاہ الہی میں مقرب ٹھہرتا ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جب

کسی کو قرب الہی نصیب ہو جائے تو ساری کی ساری مصائب و مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور انسان دلی طور پر ایک پرسکون زندگی بسر کرتا ہے۔

ذریعہ حصول بخشش:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذَاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذِّكْرَاتِ لَا أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ

مَغْفِرَةً وَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [احزاب: ۳۵]

”اور بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ رب العزت نے درج بالا آیت میں مسلمانوں کی دس صفات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے آخری اور دسویں صفت یہ ہے: ”وہ اپنے اکثر اوقات میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں۔“ یاد کرتے ہیں سے مراد تسبیح و تہلیل اور اللہ کے ذکر سے زبان کو تر رکھنا ہے۔ اور یاد رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی کام کریں انہیں ہر وقت دل میں اللہ کا خوف رہتا ہے جو انہیں اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام عبادتوں کی روح یہی اللہ پاک کا ذکر ہے۔ باقی سب عبادتوں کا کوئی نہ کوئی وقت ہوتا ہے مگر اس عبادت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ اور یہ ہر وقت کی جاسکتی ہے اور اسی اللہ کی یاد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بندے کا اپنے اللہ سے تعلق کس حد تک مضبوط یا کمزور ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من قال سبحان الله وبحمده في يوم مائة حطت

خطاياہ وان كانت مثل زبد البحر -“ [بخاری،

کتاب الدعوات، باب فضل التہلیل، رقم الحدیث: ۶۴۰۵]

”جس شخص نے سو مرتبہ یہ الفاظ کہے (سبحان اللہ وبحمده پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کے ساتھ) تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت ہر ذاکر کو حاصل ہے لیکن ابن بطال نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ

فضیلت صرف ان اہل فضل کو حاصل ہے جو ایمان کے ساتھ نیک اعمال کرتے ہیں اور جو اپنی شہوات کی پیروی کرتے ہیں انہیں یہ فضیلت حاصل نہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَخْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [الحجۃ: ۲۱]

”جو لوگ بد اعمالیاں کرتے ہیں کیا وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہوگا۔ یہ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں فرماتے:

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك -

”الہی تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسے کلمات کہتے ہیں جو آپ پہلے تو نہیں کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات ان گناہوں کا کفارہ ہے جو مجلس میں ہو جاتے ہیں۔ [ابوداؤد، کتاب

الادب، باب فی کفارة المجلس، رقم الحديث: ۴۸۵۹]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير دن میں سو مرتبہ پڑھا:

كانت له عدل عشر رقاب وكتب له مائة حسنة ومحيت عنه مائة سيئة وكانت له حرزا من الشيطان يومه ذلك حتى يمسي ولم يأت احد بافضل مما جاء الا رجل عمل اكثر منه -

اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے سونکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا شام تک کے لیے۔ اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر کام کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا سوائے

اس کے جو اس سے زیادہ کرے۔ [بخاری، کتاب الدعوات، باب

فضل التهليل، رقم الحديث: ۶۴۰۳۔ السلسلة الصحيحة، رقم

الحديث: ۱۱۴، ج: ۱]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من سبّح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين وحمد الله ثلاثا وثلاثين وكبر الله ثلاثا وثلاثين قتلک تسع وتسعون ثم قال تمام المائة: لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔ غفرت له خطاياه وان كانت مثل زبد البحر - [السلسلة الصحيحة، رقم الحديث:

۱۰۱، ص: ۲۱۰، ج: ۱]

”جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہا اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا یہ ننانوے ہوئے پھر سو کی گنتی مکمل کرنے کے لیے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير کہا تو اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

واہ سبحان اللہ! اللہ رب العزت کا ذکر کرنے کی کس قدر فضیلت بیان فرمائی۔ بلاشبہ ذکر الہی کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ انسان کا پاپی جسم سیات سے پاک و مبرا ہو جاتا ہے۔ تاہم شرط یہی ہے کہ انسان اللہ رب العزت کو ہمہ وقت یاد رکھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان الشيطان قال وعزتك يا رب لا ابرح اغوى عبادك ما دامت ارواحهم في اجسادهم فقال

الرب تبارك وتعالى وعزتي وجلالي لا ازال اغفر لهم ما استغفروني - [السلسلة الصحيحة، رقم الحديث: ١٠٤، ص: ٢١٢، ج: ١]

”شیطان نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روئیں ان کے جسموں میں باقی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم جب تک وہ (یعنی میرے بندے) مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بلاشبہ اللہ کے کچھ فرشتے ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں پھرتے رہتے ہیں پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ آؤ ہمارا مقصود مل گیا۔ آپ نے فرمایا: وہ ان کے گرد اپنے پروں کے ساتھ قریب ہو کر آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس ان کا رب عزوجل ان سے دریافت کرتا ہے (یعنی فرشتوں کی مجلس ذکر ختم ہونے کے بعد دربار الہی میں پیش ہونے کے موقع پر) حالاں کہ وہ ان سے زیادہ باخبر ہے، میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (فرشتے) جواب میں عرض کرتے ہیں وہ آپ کی تسبیح پڑھتے ہیں، آپ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، آپ کی حمد کرتے ہیں اور آپ کی بڑائی کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے آپ کا دیدار کیا ہوتا وہ آپ کی عبادت اور بھی زیادہ کرتے، آپ کی بڑائی بہت زیادہ بیان کرتے اور آپ کی تسبیح اور زیادہ کثرت سے کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا طلب کر رہے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت مانگ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں نہیں، واللہ اے رب انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر انہوں نے اس کو دیکھا

ہوتا تو ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے اس کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے۔ اس کی خاطر ان کی تڑپ مزید شدید ہوتی۔ اور اس کے متعلق ان کی آرزو بہت زیادہ بڑھ جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جواب میں عرض کرتے ہیں (دوزخ سے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں نہیں۔ واللہ، اے رب! انہوں نے اس کو دیکھا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو ان کی کیفیت کیسے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جواب عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے اس کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے دور ہونے میں سب سے آگے ہوتے اور اس سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فاشهدکم انی قد غفرت لہم -

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ بلاشک وشبہ میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے:

فلان لبس منهم اتما جاء لحاجة -

فلاں شخص ان میں سے تو نہ تھا بلکہ وہ تو کسی کام سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہم الجلساء لا یشقی جلسہم -

وہ ایسے اہل مجلس ہیں کہ ان کا ہم مجلس محروم نہیں رہتا۔ [بخاری،

کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحديث: ٦٤٠٨]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر زیادہ درود پڑھتا ہوں۔ میں اپنے اوقات دعا میں سے کتنا (حصہ) آپ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کروں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جتنا تم پسند کرو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جس قدر چاہو (لیکن) اگر تم نے زیادہ وقت مخصوص کیا تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا

آدھا وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جتنا چاہو لیکن اگر تم نے زیادہ کیا تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم جتنا چاہو اگر تم نے زیادہ کیا تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنی دعا کے سارے اوقات کو آپ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو تمہارے غموں سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

[ترمذی، ابواب صفة القيامة، رقم الحديث: ۲۵۷۴]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مؤذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھے:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان
محمداً عبده ورسوله رضيت بالله رباً وبمحمد
رسولاً وبالا سلام ديناً۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ پر راضی ہوں کہ وہ رب ہے اور محمد ﷺ پر کہ وہ رسول ہیں اور اسلام پر کہ وہ دین ہے۔“ غفرلہ ذنبہ تو اس کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ [ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء ما يقول الرجل اذا

اذن المؤذن من الدعاء]

میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہی دلائل پر اکتفا کرتا ہوں۔ تاہم ان کے علاوہ بھی فرامین رسول ﷺ بکثرت موجود ہیں جو اس بات پر دال ہیں کہ ذکر الہی حصول بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔

شیطان سے محفوظ رہنے کا ذریعہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَغْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾ [الزخرف: ۳۶]

”اور جو رحمن (اللہ) کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ہم ایک شیطان لگا دیتے ہیں پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔“ درج بالا آیت میں ذکر سے مراد قرآن ہے۔ یعنی جو لوگ

قرآن اور اس میں موجود احکام سے روگردانی کرتے ہیں تو اللہ رب العزت بطور عتاب ان کے پیچھے شیطان کو لگا دیتا ہے جو ہر وقت انہیں گمراہ کرتا رہتا ہے تاکہ حق کو قبول نہ کریں۔ فہو لہ قرین کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آدمی اس شیطان کا پیروکار بن جاتا ہے اور تمام امور میں اس کی اتباع کرتا ہے۔

وساوس واتباع شیطان سے انسان کیسے محفوظ رہ سکتا ہے اس بات کی مزید توضیح نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہا السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا تو مسجد بھر گئی اور وہ بالا خانوں میں بیٹھے۔ انہوں (یحییٰ علیہ السلام) نے کہا بلاشبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تمہیں ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا ہے اور روزے رکھنے کا حکم دیا ہے، اور تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے:

وامرکم ان تذکروا الله فان مثل ذلك كمثل رجل
خرج العدو ففى اثره سراعاً حتى اذا اتى على
حصن حصين فاحرز نفسه منهم كذلك العبد لا
يحرز نفسه من الشيطان الا بذكر الله۔

اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو بلاشک و شبہ اس کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے کہ دشمن تیزی سے اس کا تعاقب کریں اور وہ ایک محفوظ قلعے میں پہنچ کر خود کو ان سے بچالے۔ اسی طرح بندے کو ذکر الہی کے سوا اور کوئی چیز شیطان سے محفوظ نہیں کر سکتی۔ [ترمذی، ابواب الامثال عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء فى

مثل الصلاة والصيام والصدقة، رقم الحديث: ۲۸۶۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عذاب الہی سے نجات کا ذریعہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمُسْلِمِينَ ۝ لِّلَّهِ فِي بَطْنِهِ
إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ [صافات: ۱۴۳، ۱۴۴]

”پس اگر ایسا نہ ہوتا کہ وہ ہر دم تسبیح پڑھتے رہتے تو وہ مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک رہتے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔“

قرآن مجید کی درج بالا آیت سے معلوم ہوا کہ مصائب و آفتوں کو دور کرنے میں تسبیح واستغفار خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

اللہ پاک کے نبی حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از ابتلاء و آزمائش کثرت سے نماز پڑھتے تھے اور ذکر الہی میں مصروف رہتے۔ اسی لیے اللہ نے ان پر رحم کیا اور انہیں لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کے ورد کا الہام کیا جس کی برکت سے مچھلی نے اللہ پاک کے حکم سے انہیں ساحل سمندر پر لا کر ڈال دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعاء ذی النون فی بطن الحوت لا الہ الا انت

سبحانک انی کنت من الظالمین - لم يدع به

رجل مسلم فی شیء قط الا استجیب له -

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا مچھلی کے پیٹ میں کی تھی یعنی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اسے جو مسلمان بھی کسی مقصد کے لیے پڑھے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔

[تفسیر قرطبی، ص: ۱۴۸، ج: ۳]

ابن ابی حاتم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مچھلی کے پیٹ میں ان کلمات کو کہا تو یہ دعا عرش الہی کے ارد گرد منڈلانے لگی اور فرشتوں نے کہا اللہ یہ آواز تو کہیں بہت ہی دور کی ہے۔ لیکن اس آواز سے ہمارے کان آشنا ضرور ہیں۔ اللہ نے فرمایا: اب بھی نہیں پہچانا یہ کس کی آواز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں پہچانا۔ فرمایا: یہ میرے بندے یونس کی آواز ہے۔ فرشتوں

لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی تقرأ فیہ سورۃ البقرۃ - [ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی سورۃ البقرۃ وآیۃ الكرسی، رقم الحدیث: ۲۸۷۷۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ وجوازها فی المسجد]

”تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بے شک شیطان ایسے گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جائے۔“
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی دن میں سو مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پڑھ لے اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے سونئیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ [ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب فی فضائل سبحان اللہ وبحمدہ، رقم الحدیث:

[۳۴۶۸]

جہوہ بن شریح فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم کو ملا اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جو اس نے نبی ﷺ سے بیان کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات ادا فرماتے:

اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم
من الشیطان الرجیم -

میں اللہ بزرگ و برتر کی پناہ چاہتا ہوں اس کے معزز چہرے اور قدیم سلطنت کے ساتھ شیطان مردود سے۔“

تو عقبہ نے کہا کیا اتنا ہی، میں نے کہا ہاں۔ عقبہ نے کہا: جب کوئی شخص یہ کلمات کہتا ہے تو شیطان (مایوس ہو کر) کہتا ہے حفظ منی سائر الیوم آج یہ پورے دن کے لیے مجھ سے بچ گیا۔

[ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فیما یقولہ الرجل عند دخوله المسجد،

رقم الحدیث: ۴۶۶]

﴿هُمُ الْخَسِرُونَ﴾ [المنفوقون: ۹]

”اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

مال اور اولاد کا نام اس لیے لیا گیا ہے کہ ہر انسان کی زیادہ تر دلچسپی انہیں سے ہوتی ہے ورنہ تو اس میں ہر وہ کاروبار یا شغل شامل کیا جاسکتا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور اللہ کی یاد سے غفلت کا نتیجہ فسق و فجور کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ کسب حلال کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور انسان زندگی کے ہر میدان میں بے راہ رو ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً انسان جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ تاہم ایسے لوگ جنہیں حقیقی معنوں میں معرفت الہی حاصل ہے یہ دنیوی اشیاء انہیں یاد الہی سے غافل نہیں کر سکتیں بلکہ وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ۖ لَا يَسْبَحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۖ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۖ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ ۚ وَالْأَبْصَارُ﴾ [النور: ۳۶، ۳۷]

”وہ چراغ ایسے گھروں میں ہے جن کے بارے میں اللہ کا حکم ہے ان کی قدر و منزلت کی جائے اور ان میں صرف اسی کا نام لیا جائے۔ ان گھروں (یعنی مسجدوں) میں صبح و شام اس کی تسبیح ایسے لوگ پڑھتے رہتے ہیں جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب (مارے وحشت کے) لوگوں کے دل اور ان کی آنکھیں الٹ جائیں گی۔“

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوا:

﴿لَا يَلِيكَ وَلَا وَلِيَّ الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ

نے کہا وہی یونس جس کے نیک اعمال اور مقبول دعائیں ہمیشہ آسمان پر چڑھتی رہتی تھیں۔ اللہ اس پر تو ضرور رحم فرما اس کی دعا قبول کر۔ وہ تو آسمانیوں میں بھی تیرا نام لیا کرتا تھا۔ اسے بلا سے نجات دے اللہ نے فرمایا ہاں میں اسے نجات دوں گا۔ چنانچہ مچھلی کو حکم ہوا کہ میدان میں حضرت یونس کو اگل دے اور اس نے اگل دیا۔

[تفسیر ابن کثیر: ۴۰/۴۳۶۔ الناشر المكتبة القدوسية]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما عمل ابن آدم عملاً انجى له من عذاب الله من ذكر الله - [بلوغ المرام، کتاب الجامع، باب الذکر والدعاء]

”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ انسان کا کوئی اور ایسا عمل نہیں جو اس (ذکر) سے بڑھ کر اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا ہو۔“

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوا:

مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی والمیت - [بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر

اللہ، رقم الحدیث: ۶۴۰۷]

ذاکر اور غیر ذاکر کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

یعنی جس طرح زندہ آدمی چلتا پھرتا ہے، روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہے اسے دینی و دنیوی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کا ذکر کرنے والا یاد الہی میں مصروف رہتا ہے جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے اور یہی چیز جہنم سے آزادی کا سبب بن جاتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس ذکر الہی سے محروم رہنے والا شخص مردہ ہے اور ان تمام فوائد سے محروم ہے جو ایک ذاکر کو ملتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ

قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا
سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱﴾
”البتہ نشانیاں ہیں ان ہوش مندوں کے لیے جو اٹھتے بیٹھتے
اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمان
کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول
اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد
نہیں بنایا تو پاک ہے۔ پس اے رب ہمیں دوزخ کے
عذاب سے بچالے۔“

آیات بینات اور فرامین رسول کریم ﷺ سے یقیناً اس بات کو
وضاحت ہو جاتی ہے کہ ذکر الہی دنیوی و اخروی خسارہ اور عذاب الہی
سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے، جو لوگ اپنی زندگی عبث اوقات
و افعال میں ضائع کر دیتے ہیں یقیناً ایسے لوگ فوائد الذکر سے محروم
رہتے ہیں بلکہ روز قیامت یہی چیز ان کے لیے باعث حسرت و افسوس
بن جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ما من قوم یقومون من مجلس لا یذكرون فیہ الا
قاموا عن مثل حیفة حمار وکان لہم حسرة۔
[ابوداؤد، کتاب الادب، باب کراہیۃ ان یقوم الرجل من
مجلسہ ولا یذكر اللہ، رقم الحدیث: ۴۸۵۵]
”جو لوگ کسی مجلس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر اٹھ کھڑے
ہوں وہ تو ایسے ہیں جیسے مردار گدھے کے پاس کھڑے ہوں
اور وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی۔“
ایک دوسری روایت میں یوں ارشاد فرمایا:

من قعد مقعداً لم یذكر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ
ترة ومن اضطجع مضجعاً لا یذكر اللہ فیہ کانت
علیہ من اللہ ترة۔ [ابوداؤد، کتاب الادب، باب
کراہیۃ ان یقوم الرجل من مجلسہ ولا یذكر اللہ، رقم

الحدیث: ۴۸۵۶]

”جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے اس کے لیے نقصان ہوگا اور جو شخص خواب گاہ
میں لیٹے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لیے باعث
نقصان ہوگا۔“

ذریعہ حصول اجر و ثواب:

حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
جو آدمی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ
الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وهو علی کل شیء قدیر
دس مرتبہ پڑھے وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی
اولاد سے چار شخص آزاد کیے۔ [بلوغ المرام من ادلة الاحکام، رقم
الحدیث: ۱۵۴۸۔ کتاب الجامع، باب الذکر والدعاء]

ان کلمات کے متعلق ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو دن میں
سو بار یہ کلمات کہے گا۔ اسے دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ثواب
ملے گا اس کے نامہ اعمال میں سونکیاں ثبت ہو جائیں گی سو برائیاں مٹا
دی جائیں گی۔ وہ دن بھر شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور کوئی شخص
اس کے عمل سے بہتر عمل نہیں لائے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس سے
زیادہ عمل کیا۔ [بخاری: ۶۴۰۳۔ مسلم: ۲۶۹۱۔ ترمذی: ۳۴۶۸]

مذکورہ بالا روایت میں اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے
غلاموں کی آزادی کا ذکر اس لیے ہے کیوں کہ اولاد اسماعیل خاندانی
شرافت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے اس لیے ان کے غلام آزاد کرنا
بھی افضل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم
رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا
عاجز آ گیا ہے تم میں سے کوئی ایک کہ وہ ہر دن ہزار نیکیاں کمائے۔
اہل مجلس میں سے ایک نے سوال کیا (یا رسول اللہ) ہم میں سے کیسے
کوئی ہزار نیکیاں کمائے فرمایا: وہ سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ اس کے
لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ایک ہزار برائیاں مٹا دی
جائیں گی۔ [ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی ان غراس الجنة

مصاحبت ملائکہ نزول رحمت الہی و سکینت کا ذریعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما جلس قوم مجلسا یذکرون الله فيه الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة و ذکرهم الله فيمن عنده - [بلوغ المرام، من ادلة الاحکام، کتاب الجامع باب الذکر والدعاء، رقم الحديث: ۱۵۴۶]

”جو قوم بھی کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔“

ایک دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله يتلون آیات

الله ويتدارسون بينهم الا نزلت عليهم السکينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة و ذکرهم الله فيمن عنده - [مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن

وعلى الذکر، رقم الحديث: ۶۸۵۳]

”لوگوں کا کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آیات الہیہ (قرآن کریم) کی تلاوت اور اس کو سمجھنے سمجھانے کے لیے جمع نہیں ہوتا مگر ان پر اطمینان نازل ہوتا ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان کے گرد فرشتے اپنے پروں کے ساتھ قریب ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود (فرشتوں) کے سامنے ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔“

وما توفیقی الا بالله

❀❀.....❀❀.....❀❀

ہفت روزہ الاخصام، لاہور کی اشاعت خاص

بیاد

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجپانی

تاریخ علمائے اہل حدیث میں ایک گراں قدر اضافہ

عنوانات

❀ سوانح ❀ شخصیت ❀ 60 سالہ علمی تگ و تاز ❀ صحافتی و ملی خدمات
❀ سیاسی کردار ❀ منتخب خطوط ❀ نادر تحریریں ❀ منظوم خراج عقیدت

صفحات: 1230 عمدہ جاپانی کاغذ قیمت: -/400 روپے

○ ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ لاہور ○ مکتبہ سلفیہ ۴- شیش محل روڈ لاہور
○ کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور ○ مکتبہ قدوسیہ، لاہور
○ والی کتاب گھر، اردو بازار، گوبرا نوالہ ○ مکتبہ اسلامیہ، لاہور و فیصل آباد
○ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی ○ قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی

لے
کے
پتے

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور

نرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

- ①.....آخری صفحہ ٹائٹل 2400 روپے
- ②.....اندرون صفحہ ٹائٹل 1800 روپے
- ③.....فل صفحہ نیوز 1400 روپے
- ④.....نصف صفحہ نیوز 750 روپے
- ⑤.....چوتھائی صفحہ نیوز 400 روپے
- ⑥.....عام چھوٹے اشتہارات 300 روپے

❀.....”الاعتصام“ میں اشتہار لگوائیں اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
❀.....اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ ہمراہ ارسال کریں۔
❀.....مسلل اشاعت (کم از کم 6 ماہ) 20 فی صد خصوصی رعایت۔
❀.....”الاعتصام“ سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے

دفتر ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ، لاہور، فون: ۰۳۲-۷۳۵۴۲۰۶

2007ء کے مسافرین آخرت

محمد سلیم چنیوٹی

دنیاے رنگ و بو میں جو آیا ہے اُس نے بالآخر ایک دن چلے جانا ہے۔ اگر کسی ذات کو بقا ہے تو وہ رب ذوالجلال والا کرام کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ ہر شے کو فانی قرار دیا گیا ہے۔ موت سے ہر ذی روح کو واسطہ پڑتا ہے۔ درج ذیل مضمون میں چند جماعتی احباب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو ہمیں گزشتہ برس (۲۰۰۷ء) میں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ کریم ان سب کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے، آمین یا رب العالمین۔

(۱)..... شیخ محمد بشیر، راولپنڈی:

موصوف جامعہ سلفیہ کے قریبی رہائشی بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے بہرہ مند فرماتے تھے۔ جامعہ سلفیہ کے شعبہ ناظرہ قرآن کریم میں بھی اپنی خدمات انجام دیتے رہے تھے۔ پھر موصوف نے اپنے گاؤں میں جا کر خدمات قرآنیہ میں مشغول ہونا پسند کیا۔ انھوں نے قریباً ۴۸ برس عمر طبعی پائی اور کچھ عرصہ علیل رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

(۳)..... حکیم مولانا بشیر احمد اعوان، اوکاڑا:

مولانا حکیم بشیر احمد صادق اعوان صاحب نے ۲۳ جنوری ۲۰۰۷ء بروز منگل وفات پائی۔ مرحوم اوکاڑا کے بڑے علمائے کرام میں سے ایک تھے۔ خاموش طبع اور نفیس طبیعت کے انسان تھے۔ انھوں نے اپنی تمام عمر وعظ وارشاد، اصلاح و تربیت اور رسومات و بدعات سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے گزاری۔ موصوف کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ آپ حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت حافظ عبدالسلام صاحب بن محمد رحمہ اللہ ان کے ہم زلف ہیں۔ ان کی نماز جنازہ بھی حافظ عبدالسلام صاحب نے پڑھائی۔ سینکڑوں افراد شریک جنازہ تھے۔

(۴)..... پروفیسر عبید الرحمن صاحب مدنی، کاموکی:

پروفیسر عبید الرحمن مدنی ایک فرض شناس، دیانت دار، کہنہ مشق اور ہونہار ماہر تعلیم تھے۔ مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب سے فارغ التحصیل ہوئے تو ۱۹۷۱ء میں جامعہ سلفیہ، فیصل آباد میں مدیرِ تعلیم مقرر

شیخ محمد بشیر نے راولپنڈی میں ۱۳ جنوری ۲۰۰۷ء کو طویل علالت کے بعد وفات پائی۔ موصوف جمعیت اہل حدیث رجسٹرڈ راولپنڈی کے بڑے عرصے تک جنرل سیکرٹری رہے۔ مسلک اہل حدیث کی ٹرپ ان کے دل میں ہمیشہ موجزن رہی۔ راولپنڈی کی جمعیت میں انھیں احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ جمعیت کی تشکیل میں ان کا ہمیشہ نمایاں حصہ رہا۔ ان کی رہائش چک بازار راولپنڈی میں واقع جامع مسجد اہل حدیث کے قریب تھی۔ اس مسجد کے انتظام و انصرام اور مسجد کی ضروریات کے ضمن میں انھوں نے بڑی قربانی دی۔ تادم واپس مسجد کمیٹی کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ان کی وفات پر جمعیت اہل حدیث راولپنڈی نے ایک بڑا خلا محسوس کیا ہے۔ جنازے پر جماعت سے وابستہ خطیب حضرات، طلباء و علمائے کرام کی کثرت تھی۔ دیگر مسالک کے لوگ بھی جنازے میں شامل تھے۔

(۲)..... قاری محمد صابر، قصور:

قاری محمد صابر صاحب نے جنوری ۲۰۰۷ء میں وفات پائی۔ مرحوم ایک کم گو، نہایت شریف الطبع اور خادم قرآن انسان تھے۔ موضع ہرچوکی کنگن پور ضلع قصور کی مسجد اہل حدیث میں بڑے طویل عرصے تک خطیب و امام رہے۔ راقم الحروف اپنے زمانہ طالب علمی ۱۹۷۹ء میں جب جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تھا اس وقت دیکھتا تھا کہ قاری صاحب

ہو گئے۔ انھوں نے جامعہ کے نصاب اور نظام میں بڑی عمدہ اور انقلابی تبدیلیاں کیں۔ جامعہ سلفیہ کو بین الاقوامی شہرت دلانے میں بھی مرحوم کا بڑا حصہ تھا۔ سعودی عرب کی یونیورسٹیوں سے جامعہ سلفیہ کا تعلیمی الحاق کروانے میں بھی ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ پھر عرب اساتذہ کو جامعہ میں تعلیم کے لیے بلوانا اور ان کا پاکستان میں تعین کرنا بھی انہی کی مساعی سے ممکن ہوا۔

موصوف جامعہ سلفیہ میں مدرس بھی تھے۔ منتظم بھی اچھے تھے۔ ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت و اصلاح کے لیے بھی ہمیشہ کوشاں رہے۔ انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے تمام شعبوں کو الگ الگ حیثیت دی اور ان کو ایک مربوط و منظم نظام میں پرو دیا تھا۔ جامعہ سلفیہ سے جب آپ کنارہ کش ہوئے تو کاموں کی منتہی میں مقیم ہو گئے تھے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے حلقوں میں انہیں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ کاموں کی جماعت اسلامی کے ایک بہترین عہدے دار بھی تھے۔ ان کی نماز جنازہ جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر محترم چوہدری محمد اسلم سلیبی صاحب نے پڑھائی۔ بلا تفریق مسلک سبھی لوگ شامل تھے۔ موصوف نے ۵/ فروری ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔

(۵)..... مولانا محمد افضل صاحب، بورے والا:

مولانا محمد افضل فرید کوٹی بورے والا ضلع وہاڑی کے معروف عالم دین تھے۔ انھوں نے بورے والا میں جامع مسجد اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہ اسی مسجد اہل حدیث میں خطیب ہیں۔ اوّل روز سے اب تک یہ ایک ہی مسجد ہے جہاں حضرت گورداس پوری اپنے وعظ و خطابت کے ذریعے اہل علاقہ کی علمی و دینی پیاس بجھا رہے ہیں اور اس مسجد کو بنانے والے اور اس مسجد کی انتظامیہ کے صدر گرامی مولانا محمد افضل صاحب تھے۔

مولانا محمد افضل ”الاعتصام“ کے اس وقت سے قاری تھے، جب سے یہ جریدہ اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ مرحوم جماعت کے مشہور تاریخ نویس حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے

اچھے دوست تھے۔ ہندوستان سے ہی ان کی جناب بھٹی صاحب سے یاد اللہ تھی۔ مکرئی مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے ایک تفصیلی مضمون الاعتصام کے شمارہ نمبر ۳۰ جلد نمبر ۵۹ میں درج کیا ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے اپنے دوست کی یادوں کے درتچے وا کیے ہیں۔ مولانا محمد افضل نے ۳/ مارچ ۲۰۰۷ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۶)..... مولانا حکیم محمد اسحاق (حویلیاں، ایبٹ آباد):

الاعتصام، لاہور اور دیگر اہل حدیث رسائل و جرائد میں کالم نگاری و مضمون نویسی کرنے والے یہ بزرگ مولانا حکیم محمد اسحاق (حویلیاں، ایبٹ آباد) سے تعلق رکھتے تھے۔ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں انھوں نے مولانا شیخ الحدیث نیک محمد رحمہ اللہ سے استفادہ کیا تھا۔ مولانا ابوالکلام علیہ الرحمہ کی تصانیف اور ان کی شخصیت سے بڑے متاثر تھے۔

موصوف ۱۹۲۰ء کو جھنگڑہ حویلیاں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبداللطیف تھا۔ دو سال طیبہ کالج لاہور میں پڑھتے رہے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے گاؤں واپس جا کر مسجد کی بنیاد رکھی اور دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کو مشغلہ بنایا۔ ان کی وفات ۲۲ فروری ۲۰۰۷ء کو ہوئی۔ ان کی تصانیف میں فلاح عالم، اسلام کا معاشی معیار اخلاق (جلد اوّل و دوم) رسالہ نئی نبوت اپنے لٹریچر کے آئینہ میں، دعوت حق، جمہوریت کے شب و روز، اسلام کا نظریہ کسب و انفاق شامل ہیں۔ انھوں نے ۸۷ سال کی عمر طبعی پا کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۷)..... حضرت مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری، اسلام آباد:

حضرت مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری رحمۃ اللہ علیہ یادگار اسلاف شخصیت تھے۔ انھوں نے اپنی ساری زندگی علم قرآن و حدیث کی خدمت کر کے گزاری۔ انھوں نے تعلیم بھی عمدہ پائی۔ ان کے اساتذہ بھی عمدہ لوگ تھے اور آپ نے عمدہ استفادہ کر کے بڑے بڑے قابل شاگرد علماء اپنے پیچھے چھوڑے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

مولانا عبدالغفار حسن ۲۰ جولائی ۱۹۱۳ء کو روہتک ضلع حصار ہندوستان میں جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے۔ مولانا فضل الرحمن غازی

پوری، مولانا نذیر احمد اعظمی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا شریف اللہ خان سواتی رحمہم اللہ و دیگر جید علمائے کرام سے استفادہ کیا۔

انھوں نے قادیانیت کے خلاف چلنے والی دونوں تحریک ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ اس تحریک میں انھیں قید و بند کی سزا ہوئی اور سعادت سمجھتے ہوئے آپ جیل گئے۔ گیارہ ماہ آپ جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہنے کے بعد رہا ہوئے تھے۔ آپ جنرل ضیاء الحق شہید کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے۔ مولانا نے ہندوستان و پاکستان کے بیشتر علمی و دینی مدارس و جامعات میں خدمات انجام دیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی الجامعۃ الاسلامیہ بالمדיنتہ المنورہ سعودی عرب کے کلیۃ الحدیث اور سعودی عرب کے ایک نہایت علمی و تحقیقی ادارے دارالافتاء میں بھی انھوں نے خدمات انجام دیں۔

مولانا موصوف کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے۔ ان میں ان کے صاحب زادگان مولانا ڈاکٹر صہیب حسن، مولانا راغب حسن، مولانا ڈاکٹر سہیل حسن صاحبان کے علاوہ علامہ احسان الہی ظہیر شہیدؒ، مولانا محمد بشیر سیالکوٹی، مولانا عبدالحکیم (راولپنڈی)، حافظ احمد اللہ چھتویؒ، مولانا عبدالغفور ملتانی بھی شامل ہیں۔ ان پر ایک مضمون راقم الحروف نے شمارہ نمبر ۱۳ جلد ۵۹ میں درج کیا ہے۔ مولانا موصوف نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور ۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۲۰۰۷ء بروز جمعرات وفات پا گئے۔

(۸).....چوہدری فاروق انور وڑائچ ایڈووکیٹ، جھنگ:

چوہدری فاروق انور وڑائچ (ایڈووکیٹ) جھنگ کی قانونی و سیاسی اعتبار سے مشہور شخصیت اور مرکزی جمعیت کے رہنما حافظ عبدالعلیم یزدانی کے بڑے گہرے دوست تھے۔ انھیں مولانا شیخ الحدیث عبدالحمید ہزاروی صاحب صدر مدرس جامعہ محمدیہ گوجراں والا کی دامادی کا شرف بھی حاصل تھا۔ موصوف کی وفات اپریل ۲۰۰۷ء کے آخری ہفتے کو ہوئی اور جھنگ میں سپرد خاک ہوئے۔

(۹).....حاجی عبدالحمید ناگی، گوجراں والا:

جماعت اہل حدیث کی معروف علم دوست شخصیت محترم عارف جاوید محمدی رحمۃ اللہ علیہ (کویت) کے چچا جان حاجی عبدالحمید ناگی گوجراں والا میں ۱۷ مئی ۲۰۰۷ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم گوجراں والا کے پرانے جماعتی ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ دارالدعوة السلفیہ کی مجلس عاملہ کے رکن رکیں جناب مرزا عمران حمید صاحب موصوف کے بھانجے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ حافظ عبدالوحید صاحب نے پڑھائی۔

(۱۰).....سردار لیاقت علی ڈوگر، پاک پتن:

سردار لیاقت علی ڈوگر، پاک پتن کے مشہور سیاست دان، مسلک اہل حدیث کے محب تھے خاص طور پر جہاد اور مجاہدین کی نصرت کرنے والے بزرگ تھے۔ بلدیہ پاک پتن کے سابق وائس چیئرمین بھی رہے۔ انھوں نے ۱۱ مئی ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔

(۱۱).....حکیم مولانا محمد اسحاق سندھو، ماموں کانجن:

مرحوم ایک عالم باعمل شخصیت تھے۔ صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔ دینی تعلیم انھوں نے مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو، مدرسہ جمال خانوآ نہ، اور دارالعلوم تعلیم الاسلام اوڈاں والا سے حاصل کی۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے بڑے معاون تھے۔ ساری زندگی سادگی، تقویٰ و اخلاص میں گزاری۔ ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

(۱۲).....مولانا سعد اللہ، شیخوپورہ:

مولانا سعد اللہ شیخوپوری، ایک نیک سیرت، محنتی اور متقی آدمی تھے۔ مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ ماجھی کے، والے کے صاحبزادے تھے۔ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعلقات گھریلو قسم کے تھے۔ ماجھی کے گاؤں میں مقیم تھے تو اپنے والد گرامی کی تعمیر کردہ مسجد میں امام و خطیب کی ذمہ داریاں گاہے گاہے انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ قبل شیخوپورہ شہر کی رحمت کالونی نمبر ۲ میں مقیم تھے۔ اس دوران انھوں نے جامع مسجد المکرم اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور شہر کی

خوب صورت مساجد میں اس مسجد کو شامل کیا۔ اب ان کے ایک صاحب زادے مولانا عبدالمنان صاحب خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مولانا سعد اللہ مرحوم نے شیخوپورہ میں ۷/ جون ۲۰۰۷ء کو وفات پائی اور جماعت الدعوة پاکستان کے امیر محترم حافظ محمد سعید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(۱۳)..... حاجی محمد عبداللہ انصاری، فیصل آباد:

حاجی محمد عبداللہ انصاری مومن آباد فیصل آباد میں عرصہ ۳۰ برس سے مسجد اہل حدیث میں اذان دینے والے تھے۔ مسجد سے انھیں بڑا لگاؤ تھا، بڑے ہی پاک باز، شب زندہ دار فرد تھے۔ اوّل وقت پر نماز کے لیے سب سے پہلے مسجد میں آنے والوں میں شامل تھے۔ ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کے رفیق محترم قاری عبدالحی انصاری انہی کے صاحبزادہ گرامی ہیں۔ مرحوم نے ۶/ جون ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔

(۱۴)..... محمد یاسین کیسٹ والے، فیصل آباد:

محمد یاسین کیسٹ والے ایک جماعتی و مسلکی تڑپ رکھنے والے نوجوان تھے۔ فیصل آباد میں انھوں نے تقاریر و خطبات جمعہ کے لیے علماء اہل حدیث کی تبلیغی مساعی کو کیسٹوں کے ذریعے پورے ملک میں پھیلا یا۔ سانحہ قلعہ کچھن سنگھ لاہور میں شہید ہونے والے علمائے کرام کے بڑے عاشق تھے۔ خصوصاً شہید ملت علامہ احسان الہی ظہیر، مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہید علیہم الرحمہ سے انھیں خاص محبت و انس تھا۔ جون ۲۰۰۷ء میں بعارضہ قلب فوت ہوئے۔

(۱۵)..... حافظ عبدالرحمن حسینی، لاہور:

حافظ عبدالرحمن حسینی، حسین خانوالہ ضلع قصور کے عالم باعمل تھے۔ ان کے والد کا نام محمد علی تھا۔ پرائمری تعلیم کے بعد حافظ محمد دین سے قرآن کریم یاد کیا۔ ازاں بعد جامعہ محمدیہ اداکارا، جامعہ سلفیہ فیصل آباد پھر مدرسہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں پڑھنے کے لیے آئے۔ ان کے اساتذہ میں حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق حسینی

علیہ الرحمہ نے ان پر بڑی توجہ دی اور بڑی کتب انھیں سے پڑھیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد حافظ ثناء اللہ خان المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کی مسجد سرہالی کلاں میں امامت شروع کر دی۔ اس کے بعد غازی آباد لاہور آ گئے۔ پھر باغبانپورہ لاہور میں ایک مسجد میں امامت کے ساتھ عربی ٹیچر کی خدمات کے لیے ایک سکول کا انتخاب ہو گیا۔ تقریباً ۳۵ برس عربی ٹیچر کے طور پر پڑھایا۔ ان کی وفات ۲۸/ جون ۲۰۰۷ء کو ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ مولانا محمد صدیق سلیم رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ ضیاء الاسلام گہلن، ہٹھاڑ ضلع قصور نے پڑھائی۔ موصوف، مرحوم کے سر تھے۔ بعد ازاں حافظ عبدالرحمن حسینی کو کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

(۱۶)..... مولانا محمد حسین علوی:

مولانا محمد حسین علوی مرحوم، حضرت مولانا معین الدین لکھوی، سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان و سابق ایم این اے اداکارا، کے چھوٹے بھائی تھے۔ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہیں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۳۷ء کے لگ بھگ مرحوم کے والد گرامی، ولی کامل حضرت مولانا محمد علی علوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوتیلے بھائی اور عمر میں مولانا محمد حسن علوی چھوٹے تھے۔ ان کی وفات جون ۲۰۰۷ء میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ مدینہ منورہ ہی میں پڑھائی گئی اور وہیں مدفون ہیں۔

(۱۷)..... مولانا محمد یحییٰ خلیق، فاروق آباد:

مولانا محمد یحییٰ خلیق، جامعہ رحمانیہ لاری اڈا فاروق آباد میں شیخ الحدیث کے منصب عالی پر فائز تھے۔ حافظ عبدالرزاق صاحب سعیدی مرحوم کے بڑے بھائی ہیں۔

مولانا خلیق مرحوم اپنے نام کی نسبت سے بڑے ہی خلیق و ملن سار شخصیت تھے۔ ان کے لبوں پہ ہمیشہ مسکراہٹ ہی دیکھی جاتی تھی۔ ان کے جامعہ کی سالانہ کانفرنس پنجاب کی ایک بڑی مشہور کانفرنس سمجھی

جاتی تھی۔ حضرت مولانا محمد رفیق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی طور پر جمعۃ المبارک کا خطبہ ہوتا تھا۔ جامعہ کی پچھلی طرف ایک وسیع میدانی زمین تھی۔ کانفرنس کے دنوں میں جامعہ کی ملحقہ دیوار گرا دی جاتی تھی اور ہزاروں افراد اس کانفرنس میں علمائے کرام کی تقاریر سماعت فرماتے تھے۔ یہ کانفرنس دو روزہ ہوتی تھی۔ دونوں بھائی اس کانفرنس کی میزبانی اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض باری باری بڑے ہی احسن انداز سے سرانجام دیا کرتے تھے۔ عرصہ ہوا راقم اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکا اب پتا نہیں یہ کانفرنس کیسی ہو رہی ہے۔ امید ہے سابقہ روایات کے مطابق ہی ہوتی ہوگی کیوں کہ علاقائی جماعت کے افراد بڑی تعداد میں ہیں۔

تذکرہ ہو رہا تھا مولانا محمد یحییٰ خلیق صاحب کا تو مرحوم بڑے ہی خوش خصال عالم دین تھے اور کئی تلامذہ نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان کی وفات ۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء کو ہوئی۔ حافظ مسعود عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔

(۱۸)..... قاری عبدالغفور راشد، قصور:

قاری عبدالغفور راشد ۱۴ اگست ۲۰۰۷ء کو وفات پا گئے۔ ان کے والد گرامی حاجی محمد یاسین مرحوم تھے۔ قاری صاحب مرحوم ایک قابل ترین استاذ تھے۔ انھوں نے دارالحدیث راجوال ضلع اوکاڑا میں حفظ قرآن کریم مکمل کیا، بعد ازاں یہیں پہ مدرس مقرر ہوئے۔ بانی ادارہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب راجوالوی رحمۃ اللہ علیہ سے انھیں خاص محبت و انس تھا۔ ان کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے جو مختلف مقامات پر تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(۱۹)..... جناب محمد حسین بھٹی، فیصل آباد:

جناب محمد حسین بھٹی ڈھسیاں ضلع فیصل آباد میں مقیم تھے۔ ہمارے نہایت واجب الاحترام بزرگ محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر تھے۔

بڑے صالح و نیک طینت اور سماجی ورکر تھے۔ اہل علاقہ میں انھیں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے

الاعتصام میں دو قسطوں پر مشتمل مضمون لکھا ہے جو الاعتصام کی رواں جلد کے شماروں (۲۵ + ۲۶) میں دیکھا جاسکتا ہے۔ محمد حسین بھٹی مرحوم نے ۲۷ اگست ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ میں سینکڑوں افراد شریک تھے۔ علاقے کی اہم شخصیات کے علاوہ علمائے کرام اور تمام مسالک کی کثیر تعداد شامل تھی۔

(۲۰)..... حاجی محمد یوسف (وان سوتری والے)، گوجراں والا:

حاجی محمد یوسف وان سوتری والے ۷ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک کو حرکت قلب بند ہونے سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے تھے۔ مرحوم گوجراں والا کی جماعتی رونق تھے۔ مسجد اور مدرسہ سے انھیں خاص محبت تھی۔ مساجد کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کے شعبوں میں بڑی دلچسپی لیتے رہتے تھے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث جی ٹی روڈ گوجراں والا کی انتظامی کمیٹی میں شامل تھے۔ پیپلز کالونی کی مسجد کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ جماعت اہل حدیث کے مدارس و جامعات اور ان میں پڑھنے والے طلباء و طالبات کے ساتھ ہمیشہ تعاون کرتے رہتے تھے۔ دال بازار گوجراں والا میں ان کی دکان پر ہمیشہ دینی لوگ ہی دیکھے گئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں سے تھے۔ مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہ مرحوم اور علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی عقیدتوں کا مظہر تھے۔ ہفت روزہ الاعتصام سے تعاون بھی فرمایا کرتے تھے۔

(۲۱)..... مولانا مختار احمد ندوی، ممبئی (بھارت):

مولانا مختار احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی معروف دینی شخصیت تھے۔ تصنیف و تالیف، درس و تدریس، سماجی و فلاحی کاموں میں رغبت ان کے مشاغل میں شامل تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے آپ سابق امیر تھے۔ کئی ایک دینی کتابوں کو انھوں نے تصنیف فرمایا۔ کئی ایک کے تراجم کیے۔ تقریباً آٹھ کے قریب تکنیکی، تدریسی اور تبلیغی کالجز و سکول و مدارس قائم کیے جن میں لڑکے و لڑکیوں کے لیے الگ الگ شعبے قائم تھے۔

(۲۳)..... استاذ العلماء مولانا عبدالحلیم، اداکار:

مولانا عبدالحلیم (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ، اداکار) ایک منجھے ہوئے استاذ حدیث تھے۔ منطق، فلسفہ، ادب اور فقہ میں انھیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ان کے اساتذہ میں لکھوی خاندان کے بزرگ اور ولی کامل حضرت مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ شامل تھے۔ جامعہ محمدیہ اداکار میں عرصہ ۳۷ برس سے شیخ الحدیث کی مسند جلیلہ پر فائز تھے۔ اس دوران ان سے سینکڑوں طلباء نے علمی استفادہ کیا۔

مولانا عبدالحلیم رحمہ اللہ ایک دینی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد گرامی پنجاب کے معروف احراری لیڈر مولانا عبدالحلیم احراری تھے۔ مولانا عبدالحلیم کی پیدائش ۱۹۴۰ء کی ہے۔ آپ ایک ذہین و فطین شخص تھے۔ مولانا حافظ عبدالحلیم یزدانی ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ مولانا موصوف نے ۷ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعہ المبارک کو وفات پائی۔ آپ کے جنازے میں علمائے کرام کی بڑی تعداد شامل تھی۔ حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ جو کہ جامعہ محمدیہ اداکار کے رئیس ہیں۔ اس پیرانہ عمری میں ایک طویل زندگی کے ساتھی کا صدمہ ان کے لیے بڑے فراق کا باعث بنا ہے۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ کریم سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ قبر کی تنگی کو کشادگی میں بدل کر اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرما کر اپنے صالح و مخلص انبیاء و صدیقین و شہداء کا ساتھ نصیب کرے، آمین یا رب العالمین۔



ضرورت کمپوزر

ایک دینی ادارے کو عربی و اردو کمپوزنگ میں مہارت رکھنے والے کمپوزر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ آنے سے پہلے بذریعہ خط مطلع کر دیں اور فون نمبر بھی ضرور لکھیں۔

[C/فت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ لاہور 54000]

ایک تبلیغی و اصلاحی مجلہ ”البلاغ“ ممبئی بھارت سے ان کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ اب یہ مجلہ ان کے لواحقین جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مرحوم ۷ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بعارضہ قلب وفات پا گئے۔ انھیں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں ممبئی میں سپرد خاک کیا گیا۔

(۲۲)..... مولانا محمد عطاء اللہ طارق، گگو منڈی:

مولانا عطاء اللہ طارق گگو منڈی ضلع و ہاڑی میں ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم ایک دل درد مند رکھنے والے مبلغ اور خطیب تھے۔ مسلک اہل حدیث کی تبلیغ و اشاعت سے انھیں دلی شغف تھا۔ ”مواعظ طارق“ کے نام سے انھوں نے ایک دینی کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ یہی وہ کتاب ہے جو مولانا مرحوم کی پہچان بن گئی تھی۔ اس کتاب کو پڑھ کر نئے خطباء اپنے خطبات جمعہ کو ترتیب دے لیتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی انھوں نے بعض کتب ترتیب دیں اور وہ شائع ہو کر مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

مرحوم نے خطابت کے ذریعے بڑا نام پیدا کیا اور کئی افراد نے مسلک اہل حدیث قبول کیا۔

(۲۳)..... بابا مولانا بخش، سلانوالی:

بابا مولانا بخش صاحب ایک مرنجاں مرنج تبلیغی و مسلکی تڑپ رکھنے والے بزرگ تھے۔ سلانوالی ضلع سرگودھا کے مین بازار میں ان کی کپڑے کی دکان تھی۔ اکابر علمائے اہل حدیث سے انھیں بڑا تعلق خاطر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان علمائے کرام کے تبلیغی جلسوں میں شرکت دراصل ان علماء سے میل و ملاقات بھی ہوتی تھی۔ انھوں نے اپنی موٹر سائیکل پر بڑے سفر کیے۔ اندازہ کیجیے کہ سلانوالی سے ربوہ، جھنگ، چنیوٹ، فیصل آباد، سرگودھا تک اور گرد و نواح کے دیہاتوں تک اسی موٹر سائیکل پر جاتے تھے۔ اپنے علاقے میں لوگوں کو ان جلسوں میں شرکت کا ہمیشہ کہتے تھے۔ نومبر ۲۰۰۷ء میں انھوں نے اپنے خالق حقیقی کو لایک کہا۔



جلوے تمام صرفِ نظر ہو کے رہ گئے
 جو گل نہ بن سکے وہ شرر ہو کے رہ گئے
 کس جوش سے چلے تھے مسافر مگر یہ کیا
 آسودہ نشاطِ سفر ہو کے رہ گئے
 راہِ وفا نہ ختم ہوئی ہے نہ ہو سکے
 اچھے رہے جو خاک بسر ہو کے رہ گئے
 ذرے ہوئے بلند ہوا ان کو لے اڑی
 قطرے ہوئے جو پست گہر ہو کے رہ گئے
 جوشِ نیاز و ناز نہ طوفانِ سوز و ساز
 کیا حسن و عشق شیر و شکر ہو کے رہ گئے
 ماہر یہ جدتیں یہ ترقی پسندیاں
 جتنے بھی عیب تھے وہ ہنر ہو کے رہ گئے